من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین (بخاری شریف رقم الحدیث ۷۱)
اللہ رب العزت جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے

استفاضہ سے ثبوتِ ہلال

اہل تحقیق کی چشم کشا نگارشات

ترتیب
مفتی محمد شبیر احمد صدیقی
قاضی شریعت مرکزی دار القضا ادارۂ شرعیہ گجرات (احمد آباد)

ناشر
"گجرات چاند کمیٹی، احمد آباد گجرات

نام کتاب: استفاضہ سے ثبوتِ ہلال
اصحاب مقالات: علمائے محققین
ترتیب: مفتی محمد شبیر احمد صدیقی
پروف ریڈنگ: مولانا عبد العزیز خوشتر علیمی، مولانا زاہد حسین امجدی
کمپوزنگ: مولانا کمال حسین مرکزی، مولانا امتیاز عالم احمدی
(طلبہ شعبہ تحقیق دار العلوم شیخ احمد کھٹو، احمد آباد)
تاریخ اشاعت: یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ/۲۲/ مارچ ۲۰۱۵ء

Publisher
Gujarat Chand Committee
offic: Shahi Jama Masjid Manekchowk
Ahmedabad-380001(Gujarat)
E-mail:gujchandcom@rediffmail.com
Web:www.Gujchand.com
Phon:079 22140767

Distributer	Distributer
Darul Uloom Shaikh Ahmed	Kalim Book Depot
Khattu Sarkhez(Badi Dargah)	Khasbazar 3Darwaza
Maqraba Gam Road	Ahmedabad-1
Ahmedabad-51(Gujarat)	Gujarat,Mob:........................
Phon:079-26824637,26829786	

فہرستِ مشمولات ''استفاضہ سے ثبوتِ ہلال''

شرف انتساب

ان تمام
علما و فقہا
اور
مجتہدین و محققین
کے نام
جنہوں نے
ادلۂ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس)
کی روشنی میں
امت مسلمہ کی دنیوی و اخروی فلاح کے لیے
مسائل شرعیہ و فرعیہ
کے استنباط و استخراج میں
اپنی تمام تر علمی و تحقیقی توانائیاں
اور پاکیزہ زندگیاں وقف کیں۔

محتاج کرم
محمد شبیر احمد صدیقی
ناظم اعلیٰ دار العلوم شیخ احمد کھٹو سرخیز احمد آباد گجرات

خراج عقیدت

اہل تحقیق کی نگارشات کا یہ عظیم سرمایہ

اولیاے احمد آباد خصوصاً

شیخ الاسلام، حضرت شیخ احمد گنج بخش کھٹو مغربی

[۷۳۷ھ ——— ۸۴۹ھ]

قطب عالم، حضرت سید عبد اللہ برہان الدین سہروردی بخاری

[۷۹۰ھ ——— ۸۵۷ھ]

بانی احمد آباد، حضرت سلطان احمد شاہ بادشاہ

[۷۹۳ھ ——— ۸۴۵ھ]

شاہ عالم، حضرت سید سراج الدین سہروردی بخاری

[۸۱۷ھ ——— ۸۸۰ھ]

استاذ الہند، سید شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی

[۹۱۵ھ ——— ۹۹۷ھ]

حضرت خواجہ علی شیر چشتی المعروف شیر علی باوا

[خلیفہ حضرت محبوب الٰہی] علیہم الرحمۃ والرضوان

کی خدمات میں

جن کے فیوض و برکات سے بندگان خدا مستفیض ہیں

گر قبول افتد زہے عزو شرف

محمد شبیر احمد صدیقی

امام و خطیب شاہی جامع مسجد احمد آباد، صدر گجرات چاند کمیٹی

عرض مرتب

بسملا وحامدا ومصلیا ومسلما

پچھلی دو دہائیوں سے تمام مہینوں میں عموماً اور عیدین کے موقعے سے خصوصاً "ثبوت ہلال" کے تعلق سے عوام و خواص کے درمیان جو اختلاف و انتشار پایا جاتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اضطراب و بے چینی اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب ریڈیو، ٹیلی فون وغیرہ سے یہ خبر نشر ہوتی ہے کہ فلاں شہر میں چاند ہوا اور فلاں شہر میں کل عید منائی جائیگی، کیوں کہ جدید آلات خصوصاً موبائل نے جس تیزی کے ساتھ عوام و خواص کو اپنے اعتماد و وثوق میں لیا ہے وہ نہ صرف حیرت انگیز ہے بلکہ عقل و فہم اور احساس و شعور کی رسائی سے بھی بالاتر ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسجد کے امام کو منصب امامت سے معزول کر دیا جاتا ہے، کبھی مقتدی اپنے امام اور مسجد سے رشتہ توڑ کر دوسرے امام یا مسجد کی طرف رخ کر لیتا ہے یا پھر مسجد ہی پر غیروں کا قبضہ ہو جاتا ہے۔

انہیں حالات کے پیش نظر چند سال پیش تر "جدید آلات سے استفاضہ کا ثبوت" کے عنوان پر علماے اہل سنت کی مختلف مقامات میں خالص علمی و فقہی نشستیں قائم ہوئیں، علماے کرام کی مختلف آرا اور نظریات سامنے آئے۔ لیکن علما و محققین کی ایک بڑی جماعت اس بات پر متفق ہوئی کہ "فی زماننا جدید ذرائع ابلاغ سے مشروط طریقے پر ثبوت ہلال ہو سکتا ہے" اور چناں چہ متعدد جگہوں پر اس فیصلہ پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہے، جن میں ایک اہم جگہ احمد آباد بھی ہے جہاں اکابر علماے اہل سنت کے موقف کے مطابق جدید آلات سے ثبوت ہلال کا اعلان کیا جاتا ہے۔ لیکن جو حضرات مذکورہ موقف کے قائل نہیں ہیں، وہ نہ صرف "جدید ذرائع ابلاغ سے ثبوت ہلال" کی نفی کرتے ہیں بلکہ اس پر عمل کرنے والوں کے ساتھ سخت رویہ بھی اختیار کرتے ہیں اور انہیں مخالف مسلک و شریعت قرار دینے میں کوئی باک بھی محسوس نہیں کرتے، جو انتہائی افسوس کا مقام ہے اور غیر مناسب اور نا روا طریقہ بھی۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ جدید ذرائع ابلاغ سے ثبوت ہلال کے موضوع پر اکابر علما، فقہا اور محققین کی تحریروں کا مجموعہ شائع کر دیا جائے تاکہ جو حضرات اب

تک الجھنوں میں گرفتار ہیں یا دلائل و براہین کی روشنی میں اپنے موقف کو جاننا چاہتے ہیں، وہ اس کے ذریعے اپنی الجھنوں کا ازالہ کریں اور علم و تحقیق سے اپنے موقف کو روشن کریں۔

اسی جذبۂ صادق کے تحت جماعت اہل سنت کے اکابر و اعاظم علما و فقہا اور محققین کا استفاضہ سے متعلق عظیم اور گراں قدر علمی و تحقیقی سرمایہ "استفاضہ سے ثبوت ہلال" کے نام سے مرتب کر کے "گجرات چاند کمیٹی" احمد آباد کی جانب سے شائع کیا جا رہا ہے۔

آج سے تقریباً ۳۵ رسال قبل ثبوت ہلال کے مسئلے کو لے کر جب گجرات کے مختلف اضلاع میں عوام و خواص کے درمیان کچھ کشیدگی بڑھی، اختلاف و انتشار ہوا اور ایک ہی گاؤں میں عید الفطر کی نماز دو دن ادا کی جانے لگی تو شاہی جامع مسجد احمد آباد کے سابق امام و خطیب حضرت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ نے شہر اور بیرون شہر کے ارباب علم و فکر سے اس مسئلہ پر مشورہ کیا جس کے نتیجے میں یہ طے پایا کہ پورے صوبۂ گجرات میں ایک ایسی کمیٹی کی تشکیل ہو جس میں تمام اضلاع کے نمائندہ شامل ہوں اور کمیٹی ہی کے اعلان پر دینی و مذہبی تہوار منایا جائے۔ چاند کے مسئلہ میں کسی بھی مہینے میں عوام و خواص کے درمیان کوئی اختلاف و انتشار نہ ہو اور مسلمانوں کے وہ مسائل جن کا تعلق ثبوت ہلال سے ہے، ایک ساتھ ادا ہو سکے۔

چناں چہ ۱۹۸۳ء میں ارباب علم و دانش اور سماجی کارکنان کی ایک نشست ہوئی جس میں پورے گجرات سے نمائندے شریک ہوئے اور سب کی اتفاق رائے سے "گجرات چاند کمیٹی" کا قیام عمل میں آیا۔ کمیٹی کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ چاند رات میں خود "گجرات چاند کمیٹی" کے دو متدین و متشرع سنی صحیح العقیدہ مسلمان "ٹی، وی، اسٹیشن" اور "آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن" جا کر چاند کی رویت یا عدم رویت کا اعلان کرتے ہیں، جو شاید دوسرے اسٹیٹ میں مسلمانوں کو یہ سہولت حاصل نہیں ہے۔

الحمد للہ! "گجرات چاند کمیٹی" کے قیام سے لے کر اب تک چاند کے تعلق سے جو فیصلے صادر ہوئے، وہ صحیح اور شرعی ثابت ہوئے ہیں، اس کے صحیح شرعی فیصلہ ہی کا نتیجہ ہے کہ گجرات میں چاند سے متعلق تمام مذہبی امور جیسے یوم عاشورہ، جشن عید میلاد النبی ﷺ، جشن عید معراج النبی ﷺ، شب برأت، رمضان المبارک کے روزے اور عیدین کی نمازیں غرض کہ مسلمانوں کے تمام مذہبی، مسلکی و شرعی امور ایک ساتھ انجام پا رہے ہیں۔

"گجرات چاند کمیٹی" کو مزید مضبوط اور مؤثر بنانے کے لیے پورے گجرات سے ممبران کے انتخاب کی مہم چلی اور کوشش کی گئی کہ ممبران کی اکثریت علمائے کرام، مفتیان عظام اور ائمۂ مساجد کی ہوں؛ لیکن ان کی طرف سے کوئی دلچسپی نہ ہونے کی وجہ سے ممبران کی زیادہ تعداد سماجی دانشوروں میں سمٹ گئی۔ لہٰذا گجرات میں رہنے والے تمام علمائے کرام، مفتیان عظام اور ائمۂ مساجد سے ہم پھر مخلصانہ گذارش کرتے ہیں کہ آپ "گجرات چاند کمیٹی" کا ممبر بنیں اور اپنے پتے اور رابطے کے لیے (موبائل) نمبر ارسال فرمائیں، نیز ملک کے دیگر صوبوں اور ضلعوں کے ارباب علم و فقہ سے گذارش ہے کہ اپنا رابطہ نمبر عطا فرمائیں۔ تا کہ ضرورت کے مطابق ہم آپ سے رابطہ قائم کر سکیں اور امت مسلمہ کو کم از کم چاند کے مسئلے کی الجھنوں سے بچا سکیں اور دیگر اہم دینی و علمی مسائل میں امت مسلمہ کی بے چینی اور اضطراب کو دور کرنے میں علمی و فکری تعاون لے سکیں۔ امید ہے کہ شکریہ کا موقع فراہم فرمائیں گے۔

"گجرات چاند کمیٹی" کا ایک اہم شعبہ "شعبۂ نشر و اشاعت" بھی ہے، جس کے زیر اہتمام مختلف اہم مواقع پر پمفلٹ، رسالے اور علمی و تحقیقی کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں، اس کی ایک اہم کڑی "استفاضہ سے ثبوت ہلال" ہے، جو دراصل علمائے محققین کے نگارشات کا ایک علمی، فکری اور تحقیقی مجموعہ ہے اور فقہی معلومات و ذخائر میں اہم اضافہ، امید ہے کہ یہ بیش بہا مجموعہ ارباب علم و تحقیق کے لیے میدان فکر و تحقیق کے لیے بے حد معاون ثابت ہوگا۔

ہمیں امید ہے کہ دلائل و براہین سے لبریز، شائستہ لب و لہجہ اور سنجیدہ اسلوب پر یہ عظیم علمی و تحقیقی ذخیرہ ارباب علم و تحقیق اور اصحاب فقہ و قضا کی علمی و تحقیقی تسکین کے لیے کافی و وافی ہوگا اور صحیح موقف کو اختیار کرنے کے لیے دعوت فکر بھی۔ بلکہ ارباب علم و فقہ اگر اپنی علمی صلاحیت اور فقہی بصیرت کو بروئے کار لا کر انصاف و دیانت کے آئینے میں اس کا مطالعہ کریں تو مسئلہ استفاضہ کی حقیقت کھل کر ان کے سامنے آ جائے گی اور صحیح موقف کی

طرف ان کی رہنمائی بھی ہوئی۔

اللہ تبارک وتعالی علما، فقہا اور محققین کا سایہ ہم سب پر تا دیر قائم رکھے اور دونوں جہاں کی نعمتوں، سعادتوں اور برکتوں سے مالامال فرمائے اور امت مسلمہ کو حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محتاج دعا

محمد شبیر احمد صدیقی

خطیب وامام شاہی جامع مسجد احمد آباد/صدر گجرات چاند کمیٹی

تقدیم

فقیہ اہل سنت عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی دام ظلہ العالی

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موبائل کی خبروں سے استفاضہ شرعی کا حکم

[موبائل وٹیلی فون کی خبروں سے ہلال رمضان وعیدین کے ثبوت کا تحقیقی جائزہ]

رویت ہلال کے ثبوت کے طریقوں میں سے ایک طریق موجب خبر مستفیض بھی ہے، جب ایک شہر میں رویت ہلال ہو جائے اور دوسرے شہر میں خبر رویت محقق طور پر مشہور ومستفیض ہو جس سے یقین شرعی یا غلبہ ظن ملتحق بالیقین ہو جائے تو اس دوسرے شہر میں چاند ہونے کا شرعاً ثبوت ہو جائے گا۔ اور پہلے شہر والوں کی طرح دوسرے شہر والوں پر بھی روزہ وعید لازم ہوں گے، خواہ دونوں شہروں میں ظاہر الروایہ قول مفتیٰ بہ پر بُعد المشرقین (مشرق ومغرب کی دوری) ہی کیوں نہ ہو، درمختار میں ہے:

فیلزم اهل المشرق برؤية أهل المغرب) اذاثبت عندهم روية اولئک بطريق موجب۔ ردالمحتار میں ہے۔(بطريق موجب) كأن يتحمل اثنان الشهادة أو يشهدا على حكم القاضى أو يستفيض الخبر"[درمختار وردالمحتار ج ۲ص ۳۶۴ کتاب الصوم]

خبر مستفیض کا مفہوم: استفاضۂ خبر کا لغوی معنی ہے، خبر کا پھیلنا، خبر کا مشہور ہونا، خبر کا شائع وذائع ہونا، کشف الاسرار میں ہے۔ "استفاض الخبر اى شاع، وخبر مستفيض اى منتشر بين الناس [ج ۲ص ۵۳۳] استفاضۂ لغوی کے **استفاضۂ شرعی**

ہونے کے لئے خبروں کا تحقق ہونا ضروری ہے، یعنی اصطلاح شرع میں خبر مستفیض وہ پھیلی ہوئی مشہور خبر ہے جو باتحقیق ہو، افواہی نہ ہو، استفاضۂ شرعی کے لئے یہی چیز بنیادی واساسی ہے۔

فتاوی تاتارخانیہ میں امام شمس الائمہ حلوانی کے حوالے سے ہے: **ان الصحیح من مذھب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اھل احدی البلدتین یلزمھم حکم اھل ھذہ البلدۃ** "ہمارے اصحاب حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ خبر جب مشہور وعام ہو جائے اور دوسرے شہر والوں میں تحقیق کے درجے میں پہونچ جائے تو لوگوں پر اس شہر کا حکم لازم ہو جائے گا۔[فتاوی تاتارخانیہ ج ۲ ص ۳۵۵ کتاب الصوم کراچی] درمختار میں ہے: **لو استفاض الخبر فی البلدۃ الأخری لزمھم علی الصحیح من المذھب. مجتبیٰ وغیرہ**.[درمختار ج ۲ ص ۳۵۹]۔

بحرالرائق میں ہے: **قال الامام الحلوانی من مذھب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض من بلدۃ اخریٰ وتحقق یلزمھم حکم تلک البلدۃ** [ج ۲ ص ۴۷۱]۔ فتاوی رضویہ میں ہے: ہمارے ائمہ نے صرف استفاضہ واشتہار کافی نہ جانا بلکہ اس کے ساتھ تحقیق ہو جانے کی قید زیادہ فرمائی[فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۶۲] ان سب کا حاصل یہ ہے کہ جب ایک شہر کی خبر رویت دوسرے شہر میں پھیل جائے، مشہور ہو جائے اور یہ خبر محقق ہو نہ کہ محض حکایت یا افواہی تو اس خبر مستفیض پر حکم شرعی کا مدار ہوگا۔

یہاں بنیادی بات یہ ہے کہ مشہور ہونے والی خبر کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک افواہ، دوسری استفاضہ۔ **شہرت افواہ** یہ کہ فلاں بلدہ (شہر) میں فلاں روز چاند ہوا جیسے بعض خبریں شہر میں مشتہر ہو جاتی ہیں اور ان کا اشاعت کنندہ معلوم نہیں[فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۳۹]

ردالمحتار میں ہے: **لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه کما قد تشیع اخبار یتحدث بھا سائر اھل البلدۃ ولا یعلم من اشاعھا**[ردالمحتار ج ۲ ص ۱۰۲] یعنی خبر پھیل جائے مگر پھیلانے والا معلوم نہ ہو جیسا کہ کبھی بعض خبریں شہروں میں پھیل جاتی ہیں اور پھیلانے والا معلوم نہیں ہوتا۔

اور "**استفاضہ**" اسی خبر مشہور کو کہیں گے جو افواہی نہ ہو، یہ شرعاً معتبر ہے اور ثبوت رویت ہلال کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے، اس استفاضہ کے تعلق سے

فتاوی رضویہ میں ہے: یہ خبر اگر چہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے، نہ کسی شہادت پر شہادت، نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتاب قاضی پر شہادت، مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بہ غلبۂ ظن ملتحق بالیقین وہاں رویت وصوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا[فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۵۲ سنی دار الاشاعت مبارک پور]

فتاوی تاتارخانیہ، درمختار، بحرالرائق وغیرہ کے حوالے سے جو وضاحت اوپر پیش کی گئی اس میں مطلق طور پر خبر کا مستفیض وتحقق ہونا مذکور ہے، تحقق کو کسی ایک صورت سے خاص نہیں کیا گیا ہے۔

علامہ رحمتی اور معنی استفاضہ: علامہ رحمتی نے استفاضہ کا معنی یہ بیان کیا کہ اس شہر سے متعدد جماعتیں آئیں، اور ہر ایک یہ خبر دے کہ اس شہر کے لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا، محض خبر کا مشہور ہونا کافی نہیں، جب تک یہ علم نہ ہو کہ مشہور کرنے والا کون ہے؟

علامہ شامی نے ردالمحتار میں علامہ رحمتی کا قول بایں الفاظ نقل کیا ہے: **قال الرحمتی: معنی الاستفاضۃ ان تأتی من تلک البلدۃ جماعات متعددون کل منھم یخبر عن اھل تلک البلدۃ انھم صاموا عن رؤیۃ لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه**. [ردالمحتار ج ۲ ص ۳۵۹ کتاب الصوم] علامہ رحمتی نے استفاضہ کا جو معنی بیان کیا ہے جس میں بلدہ ثبوت سے متعدد جماعتوں کے آکر خبر دینے کی قید ہے، تو یہ قید واقعی کے طور پر ہے اور یہ دراصل استفاضہ کو افواہ سے ممتاز کرنے کی ایک وضاحت اور استفاضہ کے تحقق کی ایک صورت ہے، اس تعریف میں کثیر افراد کا آنا اور ان کا جماعت در جماعت ہونا قید احترازی یا شرط لازم کے طور پر نہیں کہ استفاضہ اسی معنی کے ساتھ خاص اور اسی میں منحصر ہو کیوں کہ: **اولاً**: امام شمس الائمہ حلوانی جنہوں نے اصحاب حنفیہ کا مذہب صحیح استفاضۂ خبر کے معتبر ہونے کے تعلق سے تحریر فرمایا تو اُسے مطلق ذکر فرمایا حیث قال: **ان الخبر اذا استفاض وتحقق** یعنی جب خبر مشہور ہو جائے اور متحقق ہو جائے اور تحقق کے لیے کسی ایک صورت کو مخصوص نہ فرمایا جس کا اطلاق اس بات کا متقضی

ہے کہ مقصود شرع تحقق خبر ہے اور افواہ سے ممتاز کرنا، چاہے زمانہ وعہد کے لحاظ سے تحقیق کی جو بھی معتبر صورت ہو، علامہ رحمتی وعلامہ شامی کے زمانے میں تحقیق کی جو صورت تھی وہ بیان ہوئی، افواہ سے ممتاز کرنے کا جو طریقہ تھا وہ ذکر کیا گیا۔

چنانچہ منحۃ الخالق میں ہے: **المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردين من بلدة الثبوت الى البلدة التي لم يثبت بها** . جس شہر میں ثبوت ہلال ہو چکا اس شہر سے آنے والوں کے ذریعہ لگا تار خبر موصول ہو۔ اس کے بعد فرمایا گیا۔ **"لامجرد الاستفاضة لأنها قد تكون مبنية على اخبار رجل واحد مثلاً فيشيع الخبر عنه، ولاشك أن هذا لايكفي بدليل قولهم. اذا استفاض وتحقق. فان التحقق لايكون الابما ذكرنا۔** اس کا حاصل یہ ہے کہ استفاضہ سے مراد خبر کا صرف مشہور ہو جانا نہیں ہے کیوں کہ کبھی ایک آدمی کی بات بھی مشہور ہو جاتی ہے۔ جب کہ شرعاً یہ شہرت کافی نہیں، جس کی دلیل فقہا کا یہ قول ہے۔ "جب خبر مشہور ہو جائے اور تحقق ہو جائے" کیوں کہ تحقق کی صورت وہ ہے جو ہم نے ذکر کی۔

پوری عبارت کو دقت نظر سے دیکھا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ علامہ شامی اپنے عہد کے لحاظ سے تحقق خبر کی صورت اور افواہ سے ممتاز کرنے کا طریقہ ذکر فرما رہے ہیں دوسرے طرق صحیحہ سے تحقق خبر کی نفی مقصود نہیں، یہی مفاد علامہ رحمتی کے قول کا بھی ہے۔ جن کا معنی استفاضہ انھیں کے الفاظ میں ہم اوپر ذکر کر آئے (**معنى الاستفاضة أن تاتي من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن أهل تلك البلدة انهم صاموا عن روية، لامجرد الشيوع من غير علم بمن أشاعه**) معنی استفاضہ کے ساتھ۔ **لامجرد الشيوع من غير علم بمن أشاعه**. کہنے کا حاصل اور مقصود اصلی افواہ سے امتیاز ہے۔ کیوں کہ دونوں بزرگوں نے "مجرد شیوع" کی جو وضاحت پیش کی اس کا مفاد یہی ہے کہ افواہ میں اشاعت کنندگان مجہول ہوتے ہیں، یا فرد واحد کی خبر پھیل جاتی ہے۔ اگر خبر دینے والے کثیر افراد ہوں اور وہ سب معلوم ہوں نہ کہ مجہول، تو خواہ آکر خبر دے یا بغیر آئے ایسی خبر کو افواہ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن۔ چوں کہ ان حضرات کے زمانے میں اشاعت کنندگان کے معلوم ہونے کی یہی صورت تھی کہ وہ آکر خبر دیں۔ اس لئے انھوں نے یہ صورت ذکر فرمائی۔

اور خبر مشہور افواہ سے اسی وقت ممتاز ہوگی جب با تحقیق ہو، اور تحقق کی صورت ان کے زمانے میں یہی تھی کہ بلدۂ ثبوت سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب اپنے علم سے خبر دیں۔ اور کلام اعلیٰ حضرت کا مآل بھی یہی ہے کہ فرماتے ہیں۔ "مجرد بازاری افواہ کہ خبر اڑ گئی اور قائل کا پتہ نہیں، پوچھئے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول کا انتہا درجہ منتہائے سند دو ایک شخصوں کی محض حکایت کہ انھوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہوگئی، ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں" [فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۵۲]

اگر علامہ رحمتی کے بیان کردہ معنی استفاضہ میں ذکر کردہ قیدیں قیود احترازی ہوں اور شرط لازم کے طور پر ہوں، تو لازم آئے گا کہ علامہ شامی نے "منحۃ الخالق" میں جو معنی بیان کیا وہ استفاضہ شرعی نہ ہو، کیوں کہ علامہ رحمتی کی تعریف میں اجمالی طور پر دو قیدیں بلفظ دیگر دو شرطیں ہیں۔ (۱) متعدد جماعتوں کا آنا، (۲) ہر ایک کا خبر دینا کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا۔ **منحۃ الخالق** کی عبارت میں **"جماعات متعددون"** یعنی قید و شرط اول بجمیع الوجوہ نہیں پائی جاتی۔ نیز لازم آئے گا کہ فقیہ فقید المثال امام احمد رضا نے جو استفاضہ کا دوسرا معنی بیان کیا اور جو علامہ شامی سے الگ ایک دوسری صورت استفاضہ ہے، اور وہ یہ ہے! [اور ایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعات کثیرہ آئیں اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے عام لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے، جن کا بیان مورث یقین شرعی تھا۔ فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۵۳] وہ علامہ رحمتی کی تعریف کے پیش نظر استفاضہ نہ ہو کہ اس میں بلدۂ ثبوت سے اس بات کی خبر دینا نہ پایا گیا کہ "وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا"۔ تو بات وہیں جا کر ٹھہرے گی اور ماننا پڑے گا کہ مقصود اصلی خبر مستفیض کا با تحقیق ہونا ہے اور تحقق خبر کسی خاص صورت سے مخصوص نہیں۔ اسی لئے تو اعلیٰ حضرت نے تار کی خبر کے غیر معتبر ہونے کی وجہ کے بیان میں فرمایا: تار کی خبر مجہولین، فساق بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے، ایسی خبر میں شرع نے فرض کیا تھا کہ زنہار بے تحقیق عمل نہ کریں۔ [فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۴۱ سنی دارالاشاعت مبارک پور]

کلام الامام امام الکلام، یہاں یہ نہیں فرمایا کہ تار کی خبر میں بلدۂ ثبوت سے متعدد جماعتوں کا آ کر بیان دینا نہیں پایا جاتا، جو استفاضہ شرعی کے لئے ضروری ہے اس لئے یہ معتبر نہیں، بلکہ فرمایا' تار کی خبر مجہولین، فساق بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے'(جس کی تفصیل آگے آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

اس سے واضح ہے کہ تار کی خبر میں اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ خبر دینے والے مجہول نہ ہوں، معلوم ہوں، خبر دہندگان فاسق و کافر نہ ہوں غیر فاسق وغیر کافر ہوں۔

پھر بے تحقیق خبر کا مفہوم خود ہی بیان فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

''بے تحقیق خبریں جن کی سند معلوم نہیں اگر چہ تمام اہل شہر کی زبان پر ہو، کان رکھنے کے قابل نہیں ہوتیں، نہ کہ ان سے کسی حکم شرعی کا اثبات، انصاف کیجئے تار کی یہی حالت ہے، شہر والے ہرگز یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ اشاعت کن لوگوں کے ہاتھوں سے ہوئی، تار کے فارم کس نے لکھے، تار بابو کو فارم دینے کون گیا تھا تو وہی رہا۔ **لا یعلم من اشاعھا** اور استفاضہ لغوی کے ساتھ ''وتحقق تحقق نہ ہوا'' [فتاویٰ رضویہ ج ۴ص ۵۴۳ سنی دارالاشاعت مبارک پور]

موبائل کا حال تار سے بہت مختلف ہے اس میں وسائط نہیں ہوتے، مخبر کی خبر براہ راست موصول ہوتی ہے، یہ خبر **لا یعلم من اشاعھا** کی منزل میں نہیں ہوتی کہ اسے بے تحقیق وافواہ کہہ کر غیر معتبر ٹھہرایا جائے، کیوں کہ اگر موصولہ خبر حد شہرت کو نہ پہونچی ہو تو چوں کہ یہ نہ شہادت ہے نہ استفاضہ اس لئے غیر معتبر ہے، اور اگر حد شہرت کو تو پہونچی ہو مگر محقق نہ ہو بے تحقیق ہو تو **لا یعلم من اشاعھا** کی منزل میں ہونے کی وجہ سے یہ بھی غیر معتبر ہے، اور اگر حد شہرت کو پہونچی ہو اور با تحقیق ہو تو یہ استفاضہ شرعی ہے اور عند الشرع معتبر و مقبول ہے، خواہ یہ خبر موبائل ہی سے کیوں نہ موصول ہوئی ہو۔ لہذا اگر مختلف جگہوں سے اتنے کثیر افراد رویت ہلال کی خبر دیں جن پر جماعات متعددہ کا اطلاق ہو سکے تو ''استفاضہ شرعی'' کا تحقق ہو جائے گا۔ جس کی تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔

ثانیاً: معنی استفاضہ میں علامہ رحمتی کی ذکر کردہ قید کے واقعی ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ مجتہدین فی المذہب مثل قاضی الشرق والغرب امام ابو یوسف و محرر مذہب امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے استفاضہ شرعی میں ہر جانب سے بطریق تواتر خبر کے موصول ہونے کا اعتبار کیا ہے، نہ کہ مخبرین (خبر دینے والے) کے گروہ در گروہ آ کر خبر دینے کا، اور اسی کو محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام نے بھی اختیار فرمایا۔

چنانچہ شلبی علی التبیین میں ہے: **''والحق ماروی عن محمد وأبی یوسف رحمھما اللہ ایضا ان العبرۃ لتواتر الخبر و مجیئہ من کل جانب فتح''**
[حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق ج ۱ص ۳۲۱]

فتاویٰ رضویہ میں بحرالرائق کے حوالے سے ہے: **وفی البحر عن الفتح: والحق ان العبرۃ لمجیئ الخبر و تواترہ من کل جانب** '[فتاویٰ رضویہ ج ۴ص ۵۴۷ سنی دارالاشاعت مبارک پور]' اور حق یہ ہے کہ استفاضۂ شرعی میں اعتبار ہر جانب سے بطریق تواتر خبر کے موصول ہونے کا ہے، متقدمین فقہا وائمہ مذہب نے تحقق استفاضہ کے لئے ''**مجیئ الخبر**'' کی بات ارشاد فرمائی نہ کہ **مجیئ المخبرین** کی جس سے واضح ہے کہ مخبرین کا آ کر خبر دینا شرط لازم نہیں۔

ثالثاً: فتاویٰ رضویہ میں عقود الدریہ کے حوالے سے خبر مشہور اور متواتر کی جو تعریف ذکر فرمائی گئی ہے وہ بھی پیش نظر رہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

(المشہور المتواتر) ھو ان یشتھر ویسمع من قوم کثیر لا یتصور اجتماعھم علی الکذب (فتاویٰ رضویہ ج ۴ص ۵۵۳ سنی دارالاشاعت مبارک پور]

مشہور متواتر وہ خبر ہے جو مشہور اور اتنے لوگوں سے مسموع ہو جن کا جھوٹ پر اتفاق متصور نہ ہو'' یہاں استفاضہ یعنی خبر مشہور و متواتر کی تعریف میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ بلدۂ ثبوت سے متعدد جماعتیں آ کر بیان دیں۔ بلکہ یہ بتلایا گیا کہ اتنے لوگوں سے وہ خبر مشہور و مسموع ہو جن کا کذب پر اتفاق متصور نہ ہو۔

علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر، علامہ ابن نجیم حنفی صاحب بحرالرائق، صاحب عقود الدریہ، صاحب شلبی علی التبیین وغیرہم کی یہ فقہی دقت نظر ہے کہ ان حضرات نے شہرت و تواتر کا ایسا جامع معنی بیان فرمایا جس کا اطلاق ''جماعت در جماعت کے آ کر بیان کرنے'' پر بھی درست ہے اور جدید ذرائع ابلاغ ٹیلی فون و موبائل کے ذریعہ موصولہ محقق مستفیض خبروں پر بھی درست و صحیح ہے اور یہ کہ اول کی طرح ثانی بھی حجت شرعیہ ہے۔

Scanned by CamScanner

یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں ہلال روزہ وعید کیلئے جو جماعت عظیم کا بیان درکار ہے اس میں حریت وعدالت شرط نہیں۔ غلام یا کھلے فساق ہوں جب بھی حجت شرعیہ ہے۔ ردالمحتار میں ہے: **شرط القبول عند عدم علة في السماء لهلال الصوم او الفطر اخبار جمع عظیم .... ولا یشترط فیهم العدالة (امداد) ولا الحریة ولا الدعوی (قہستانی)** [ملخصا ردالمحتار، ج ۲ ص ۳۵۶] اور اگر خبریں حد تواتر کو پہونچ جائیں تو اس میں اسلام کی بھی شرط نہیں ایسی صورت میں مسلم وکافر سب کی خبریں مقبول ومعتبر ہوں گی۔

فتاوی رضویہ میں ہے: ورنہ مطلع صاف ہو تو ایک جماعت عظیم چاہئے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہ ظن حاصل ہو جائے، کہ ضرور چاند ہوا، اگرچہ غلام یا کھلے فساق ہوں، اور اگر کثرت حد تواتر کو پہونچ جائے کہ عقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم وکافر سب کی مقبول ہے (فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۵۴ سنی دارالاشاعت مبارک پور)

رابعا: خبر مستفیض از قبیل شہادت نہیں بلکہ از قبیل خبر ہے اور شہادت کی قسیم، واقعہ کی اطلاع دینے کو بلفظ دیگر محکی عنہ کی حکایت کو خبر کہتے ہیں۔ خبر کی ماہیت یہی ہے۔ اس کیلئے یہ ضروری نہیں کہ مخبر جہاں خبر پہونچائے وہاں حاضر بھی ہو، مخبر متعلقہ مقام میں آکر خبر دے جب بھی خبر ہے اور متعلقہ مقام تک نہ آئے اور خبر دے جب بھی خبر ہے۔ چاہے وہ خبر واحد ہو یا مشہور یا متواتر، اور ان میں سے کسی قسم کی تعریف اور اس کی ماہیت میں "آنے" کی قید وشرط نہیں۔ خبر متصل کی اعلی قسم خبر متواتر ہے۔ اس کی تعریف اوپر مذکور ہوئی، علمائے اصولیین نے اسی مفہوم کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔ **الخبر المتواتر هو خبر جماعة مفید بنفسه العلم بصدقه** (کشف الاسرار ج ۲ ص ۵۲۲)۔ "آنے" کی قید و شرط کو لازم قرار دینا خبر مستفیض کو خبر کی بجائے از قبیل شہادت قرار دینا ہے۔ مستفیض ومتواتر کی جو تعریف عقود والدریہ کے حوالے سے کی گئی وہ بھی اس کی نفی کرتی ہے۔

خبر مستفیض میں رنگ شہادت نہیں بلکہ در حقیقت شہادت میں رنگ خبر ہوتا ہے کہ شہادت در حقیقت خبر ہی ہوتی ہے لیکن چونکہ اس میں لفظ "اشہد" اور حضور شرط ہے اس لئے وہ خبر کی ایک الگ، مستقل اور جدا قسم قرار دی گئی یہی وجہ ہے کہ قول اصح ومختار پر ہلال رمضان کیلئے بعد توبہ محدود فی القذف کی خبر کے مقبول ہونے کی جہاں فقہا نے وضاحت فرمائی۔ وہاں ہلال رمضان کی خبر کو "من وجہ شہادت" کہکر نا مقبول بتانے والی روایت کی مرجوحیت کا بھی ذکر فرمایا۔

چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے: **ویقبل فیه خبر المحدود في القذف بعد ماتاب، وعن ابی حنیفة رضی الله عنه انه لا یقبل لانه شهادة من وجه، والاول اصح لانه من باب الاخبار، ولانه خبر دینی ولیس بشهادة حتی لا یشترط فیه لفظها فلا یشترط فیه العدد کسائر الاخبار** [تبیین الحقائق ملخصا ج ۱ ص ۳۲۰] اس کی قدرے تفصیل آگے آرہی ہے۔

نکتہ لطیف: ہمارے اجلہ فقہائے کرام رحمہم اللہ کا کشف دیکھئے کہ جہاں مذہب معتمد وظاہر الروایہ کے مطابق اختلاف مطالع کا غیر معتبر ہونا بیان فرمایا: حیث قال العلامة علاء الدین الحصکفی رحمه الله علیه في الدر المختار شرح تنویر الابصار: **ان اختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب وعلیه اکثر المشائخ وعلیه الفتوی، بحر عن الخلاصة.** وہیں یہ تصریح بھی فرمائی کہ دو خطوں میں بعد المشرقین (مشرق ومغرب کی دوری) ہو اور ایک خطے کی رویت دوسرے خطے (شہر یا ملک) میں بطریق شرعی ثابت ہو جائے تو عمل واجب ہوگا۔ خواہ روزہ ہو یا عید یا دیگر مہینوں کے ہلال اور قول صحیح اور معتمد پر عید الاضحی بھی، اسی میں مذکورہ عبارت کے بعد ہے: **فیلزم أهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب.**

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے: **(بطریق موجب) کان یحمل اثنان الشهادة او یشهدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر** [ج ۲ ص ۳۶۴ کتاب الصوم] اہل مشرق پر اہل مغرب کی رویت سے رویت ہلال ورروزہ وعید لازم ہوں گے۔ دو ایسے ملک کو لے لیجئے جن کا درمیانی فاصلہ مشرق ومغرب مثلا ہزاروں میل کا ہو جیسے برطانیہ اور ہندوستان۔ اگر برطانیہ میں رویت ہلال ہوئی تو کیا سیکڑوں سال پیشتر ان فقہا

کے زمانے میں عادۃً یہ ممکن تھا کہ بطریق شہادت یا شہادت علی القضا یا بطریق خبر مستفیض (برطانیہ) کی رویت ہلال ہندستان میں ثابت ہو؟ حالات زمانہ سے باخبر ہر شخص کا جواب نفی میں ہوگا۔ تو ظاہر ہوا کہ یہ آئندہ زمانہ سے متعلق حکم شرعی وجہت شرعی کا بیان ہے اور وہ آج کا زمانہ ہے جس میں تیز رفتار ہوائی سفر کے ذریعہ شہادت یا شہادت علی القضا ممکن بلکہ واقع ہے، یوں ہی بعض آلات جدیدہ مثلاً بذریعہ موبائل، کثیر افراد کا جن کی تعداد حد تواتر کو پہونچ جائے ایسے دور دراز شہروں اور ملکوں سے خبریں دینا ممکن بلکہ واقع ہے۔

یہ جزئیہ ہمارے فقہائے کرام کی کھلی کرامت ہے، جس طرح محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام نے "نوٹ" کی ایجاد سے تقریباً پانچ سو سال قبل یہ جزئیہ بیان فرمادیا: **لو باع كاغذة بالف يجوز ولا يكره** ۔اگر کوئی اپنے کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے کو بیچے بلا کراہت جائز ہے، ۔اس تعلق سے امام احمد رضا فرماتے ہیں: اور اگر تحقیق کیجئے تو یہ عینہ نوٹ کا جزئیہ ہے کہ ان امام نے اس کی پیدائش سے پانچ سو برس پہلے فرمادیا کہ یہی وہ کاغذ ہے جو ہزار کو بکتا ہے، اور کچھ اچنبا نہیں ایسی کرامتیں ہمارے علمائے کرام سے بکثرت ثابت ہوئیں [کفل الفقیہ مشمولہ فتاوی رضویہ ہفتم ص ۱۲۹ سنی دار الاشاعت مبارک پور]

سوال: امام احمد رضا نے تار کی خبروں سے استفاضہ شرعی کے تحقق کو نہیں مانا۔ اور اسے غیر معتبر قرار دیا ہے، تو موبائل و ٹیلی فون سے استفاضۂ شرعی کا تحقق کیسے ہوگا؟

جواب: تار میں عام طور پر استفاضہ وتواتر کے تحقق کی صورت نہیں پائی جاتی۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے تار کی خبر کی بابت اپنے فتاوی میں کہیں یہ فرمایا "تار کی خبر محض نا معتبر ہے" یا "تار کی خبر معتبر ہی نہیں" اس طرح کے جتنے فتاوی ہیں ان کا تعلق استفاضہ وتواتر کے فقدان سے ہے نہ کہ مطلقاً، اعلیٰ حضرت کے دور میں تار کی خبروں کے حد تواتر تک پہونچنے کی صورت نہیں تھی۔ اور استفاضہ جو کہ بمنزلہ خبر متواتر ہے اس کا تحقق معدوم رہتا۔ لیکن موبائل و ٹیلی فون کی خبریں تواتر تک پہونچ جاتی ہیں، اس لئے شرعاً اس کا اعتبار ہوگا۔

اب ذیل میں فتاوی رضویہ کے وہ اقتباسات ملاحظہ فرمائیں اور وجوہ نا اعتباری پر وقت نظر سے کام لیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی کے فتوے سے یہ اشعار ہو رہا تھا کہ تار کے ذریعہ موصولہ خبریں استفاضہ کے دائرہ میں آجاتی ہیں تو ان کی تردید میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے یہ فرمایا:

(۱) تار تو اصلاً اہلیت شہادت نہیں رکھتا۔ ہاں شاید یہ مراد ہو کہ جب اس شہر سے متعدد تار آئیں تو اعتبار کیا جائیگا اور یہ اس استفاضہ میں داخل ہو جائیگا جسے فقہائے کرام نے دربارہ رویت معتبر رکھا ہے، مگر خیال نہ کیا کہ یہ تعدد ہوگا تو مروی عنہ میں نہ راوی میں (فتاوی رضویہ ج ۴ص ۶۴۰)

اس سے واضح ہے کہ اگر راوی میں تعدد کی صورت پائی جائے اور وہ تعدد جماعات متعددہ کی حد کو پہونچ جائے تو استفاضۂ شرعی کا تحقق ہو جائیگا۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

(۲) تار کی خبر مجہولین، فساق بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے اور ایسی خبر میں شرع نے فرض کیا تھا کہ زنہار بے تحقیق عمل نہ کریں (فتاوی رضویہ ج ۴ص ۵۷۱)

یہاں یہ بات ملحوظ رکھنے کی ہے کہ تار کی خبر پر عمل درآمد کیا جاسکتا ہے، اگر تحقیق ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت نے یہ نہیں فرمایا کہ تار کی خبر قطعاً اعتنا نہیں۔ چوں کہ تار کی خبریں عموماً بے تحقیق ہوا کرتی ہیں اس لئے آپ نے یہ فرمایا "زنہار بے تحقیق عمل نہ کریں"۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تار کی خبریں مطلقاً غیر معتبر ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو صاف فرمادیتے کہ زنہار عمل نہ کریں" یہ بے تحقیق کا لفظ لانے کی کیا ضرورت تھی۔

کلام الامام امام الکلام۔ بے تحقیق خبر کے تعلق سے فتاوی رضویہ میں ہے: بے تحقیق خبر جن کی سند معلوم نہیں اگرچہ تمام اہل شہر کی زبان پر ہو، کان رکھنے کے قابل نہیں ہوتی۔ نہ کہ ان سے کسی حکم شرعی کا اثبات، انصاف کیجئے تار کی یہی حالت ہے، شہر والے ہرگز یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ اشاعت کن لوگوں کے ہاتھوں سے ہوئی، تار کے فارم کس نے لکھے، تار بابو کو فارم دینے کون گیا تھا، تو وہی **رب لا يعلم من اشاعها** اور استفاضۂ لغوی کے ساتھ "وہ تحقق" محقق نہ ہوا۔ [فتاوی رضویہ ج ۴ص ۵۴۴ سنی دار الاشاعت مبارک پور]

بے تحقیق خبر کی اس وضاحت کے بعد "با تحقیق خبر" کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ خبر دہندگان معلوم ہوں مجہول نہ ہوں، خبر دہندگان غیر فاسق وغیر کافر ہوں۔ تار کی خبر کی بے اعتباری سے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے:

وہ بیان ہم تک اصالۃً "نہ پہونچا، بلکہ نقل در نقل ہو کر آیا، صاحب خبر تو وہاں کے تار والے سے کہہ کر الگ ہو گیا اس نے تار کو جنبش دی اور اس کے کھٹکوں سے جن کے اطوار مختلفہ کو اپنی اصطلاحوں میں علامت حروف قرار دے رکھا ہے اشاروں اشاروں میں عبارت بنائی اب وہ بھی جدا ہو گیا یہاں تک کے تار والے نے ان کھٹکوں پر نظر کی اور ضربات معلومہ سے جو فہم میں آیا نقوش معروفہ میں لایا اب یہ بھی الگ رہا وہ کاغذ کا پرچہ کسی ہرکارے کے سپرد ہوا کہ یہاں پہونچا کر چلتا بنا۔ سبحان اللہ اس نفیس روایت کا سلسلہ سند تو دیکھئے مجہول عن مجہول عن مجہول نا مقبول از نا مقبول از نا مقبول۔ اس قدر وسائط تو لابدی ہیں پھر کبھی نہ ہوتا کہ معتز لوگ بذات خود جا کر تار دیں اب جس کے ہاتھ کہلا بھیجنا مانیے وہ جدا واسطہ، اس پر فارم کی حاجت ہوئی تو تحریر کا قدم درمیان آپ نہ آئے تو کسی انگریزی داں کی وساطت ادھر تار کا بابو اردو نہ لکھے تو یہاں مترجم کی جدا ضرورت، بااینہمہ فصل زائد ہوا اور تار وصل نہیں تو نقل در نقل کی گنتی ہی کیا ہے" [فتاوی رضویہ جلد چہارم ص:۵۲۵ سنی دارالاشاعت مبارک پور]

یہاں بطور خاص اخیر کے جملے پر نظر دقیق سے کام لیا جائے "تار وصل نہیں" ظاہر ہے کہ جس روایت کا سلسلہ سند مجہول عن مجہول عن مجہول، نا مقبول از نا مقبول از نا مقبول ہو۔ وسائط مجہول ومخدوش ہوں، وہاں "وصل" کیوں کر ہو۔ مگر موبائل اور ٹیلی فون میں نہ وسائط ہیں اور نہ ہی مخبر کے معلوم ہونے کی صورت میں کوئی جہالت، تو ان کے "وصل" ہونے میں کیا کلام؟ کہ یہاں براہ راست مخبرین ہی خبر دیتے ہیں۔

تار کی خبر کے حد تواتر تک نہ پہونچنے کی ایک وجہ تو اعلیٰ حضرت نے یہ ذکر فرمائی!

"دس بیس جگہ سے آنا کافر یا فاسق یا مجہول کی خبر کو معتبر شرعی نہ کر دیگا، نہ یہاں حد تواتر تک پہونچنا معقول، کہ دس نہیں ہزار جگہ سے تار آئیں ہم کو تو ایک تار گھر سے ملیں گے اور کہیں دو چار بھی ہوئے تو یہ تواتر نہیں" [فتاوی رضویہ جلد چہارم ص:۵۴۹]

دوسری وجہ ان الفاظ میں بیان ہوئی:

"یہاں اگر متعدد جگہ سے خط یا تار آئے بھی تو اولاً وہ ان وجوہ ناجوازی سے جنہیں ہم نے اس فتوی میں مفصلاً ذکر کیا، ہرگز بیان مقبول کے سلسلے میں نہیں آسکتے، ڈاک کے منشی، تار کے بابو، چٹھی رساں اکثر کفار یا عموماً مجاہیل یا فساق فجار ہوتے ہیں اور بفرض باطل آئیں بھی تو یہ **تعدد مخبر عنہ میں ہوا نہ مخبرین میں**، یہاں تار لینے والے بابو اگر مسلمان ثقہ ہوں بھی تو ہرگز اتنی جماعات متعددہ نہ ہوں گی جن کی اخبار پر یقین شرعی حاصل ہو، بلکہ عامہ بلد میں صرف دو ایک ہی تار گھر ہوتے ہیں اور صدر ڈاک خانہ تو ایک ہی ہوتا ہے اگر چہ بڑے شہر میں تقسیم کے لئے دو چار برانچ اور بھی ہوں، بہر حال یہ خط یا تار ہم کو تو معدود ہی شخصوں کے ذریعہ سے ملیں گے پھر استفاضہ سے کیا علاقہ ہوا؟" [فتاوی رضویہ جلد چہارم ص:۵۵۸ سنی دارالاشاعت مبارک پور]

فتاوی رضویہ کی مذکورہ بالا دونوں عبارتوں سے واضح ہوا کہ تار کی خبروں کی یہ بے اعتباری عدم تواتر وعدم استفاضۂ شرعی کی بنا پر ہے، نہ یہ کہ تار کی خبر سے مطلقاً تواتر کا تحقق نہیں ہو سکتا، بلکہ حد تواتر تک پہونچنے کے لئے جتنی تعداد درکار ہے وہ نہیں پائی گئی اس لئے کہ مخبر عنہم (تار دینے والے) اگر چہ کثیر ہوں متعدد ہوں مگر مخبرین (تار لینے والے بابو) کی تعداد حد تواتر تک نہیں پہونچتی، یہاں سے معلوم ہوا کہ اگر جہالت کی صورت نہ ہو اور مخبرین کی تعداد حد تواتر تک پہونچ جائے تو وہ خبر قابل اعتبار ہوگی۔

چنانچہ فتوی کے الفاظ "**یہ تعدد مخبر عنہ میں ہوا نہ مخبرین میں**"۔ "**تار لینے والے بابو اگر مسلمان ثقہ ہوں بھی تو ہرگز اتنی جماعات متعددہ نہ ہوں گی جن کی اخبار پر یقین شرعی حاصل ہو**"۔ "**خط یا تار ہم کو تو معدود ہی شخصوں کے ذریعہ ملیں گے، پھر استفاضہ سے کیا علاقہ**" اس پر شاہد ہیں۔

حاصل عبارات:۔ تار کے ذریعے استفاضۂ شرعی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ (۱) اس میں وسائط کثیر ہیں اور سب مجہول (۲) تار اگر متعدد جگہوں سے آئے تو اس میں بھی وسائط کثیر ہیں اور سب مجہول۔ (۳) تار ایک جگہ سے آئے یا ہزار جگہ سے آئے، مخبر الیہ تک پہونچانے والا اُس سے متعلق ڈاک گھر کا کوئی ایک کارندہ ہوگا تو یہاں آ کر وہ تعدد بھی فوت ہو گیا۔

در بارۂ خطوط اعلیٰ حضرت کا فتوی ان خطوط سے متعلق ہے جو بذریعۂ ڈاک موصول ہوں جس میں عموماً چٹھی رساں کافر، فاسق، مجہول اشخاص ہوتے ہیں یا ایسے دستی خط سے جس میں چٹھی رساں مسلم تو ہو مگر وہ فرد واحد ہو، اور اگر براہ راست بلا ذریعۂ ڈاک موصول

ہوں اور خبر رساں معلوم و معتبر اشخاص ہوں اور حد تواتر و استفاضہ میں ہوں تو ایسے خطوط کے معتبر ہونے میں کیا کلام ہوسکتا ہے؟! اور فقہائے کرام کا یہ فرمانا 'الخط یشبہ الخط' تو اس کا تعلق در بارہ استفاضہ نہیں ورنہ اعلیٰ حضرت صاف فرما دیتے کہ خطوط کا مطلقًا کوئی اعتبار نہیں یہ معدودے چند مخصوص سے ملنے کی بات کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

یہاں یہ بھی واضح ہوا کہ علامہ رحمتی اور علامہ شامی نے جو استفاضہ کا معنی بیان کیا ہے۔ یہ استفاضہ کے لئے کوئی بنیادی امر نہیں ہے۔ کیوں کہ بنیادی امر ہوتا تو مسئلہ تار میں تعدد خواہ مخبر عنہ میں ہو یا مخبرین، میں یا دونوں میں، یہ بہر صورت غیر معتبر ہوتا کہ مخبرین کا آکر بیان دینا' نہ پایا گیا۔ حالانکہ کلام امام اس کا قطعًا مساعد نہیں۔

تار کی خبروں کی بے اعتباری کے جتنے بھی اسباب و وجوہ امام احمد رضا قدس سرہ نے ذکر فرمائے موبائل و ٹیلی فون کے ذریعہ موصولہ خبروں میں یہ وجہیں نہیں پائی جاتیں کیوں کہ (۱) یہاں مخبرین ہی براہ راست خبر دے رہے ہوتے ہیں۔ (۲) یہاں اصالۃً مخبرین کا ہی تعدد پایا جاتا ہے۔ (۳) یہاں کفار یا مجاہیل کے وسائط نہیں، بلکہ بلاواسطہ مخبرین ہی کی خبریں ہوا کرتی ہیں جو ثقہ و معتمد بھی ہوتے ہیں۔ (۴) خود چاند دیکھنے والے کثیر تعداد میں خبریں دیتے ہیں جن پر جماعات متعددہ کا اطلاق درست ہوتا ہے۔ (۵) یا اپنے شہر کے قاضی اسلام کے فیصلہ رویت کی کثیر تعداد میں خبریں دیتے ہیں جو حد تواتر کو پہونچ جاتی ہیں۔ (۶) یا جس اسلامی شہر میں حاکم شرع، قاضی اسلام یا عالم دین مرجع الاحکام ہو وہاں سے کثیر تعداد میں یہ خبریں دیتے ہیں کہ یہاں پر بربنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی۔ (۷) یا افراد کثیرہ بالاتفاق بذریعہ موبائل یہ خبریں دیتے ہیں کہ یہاں ہمارے سامنے عام لوگ اپنی آنکھوں سے چاند دیکھنا بیان کرتے ہیں جن کا بیان مورث یقین شرعی ہے۔ (۸) موبائل کی خبریں اپنی شرائط کے ساتھ "لایعلم من اشاعھا' ' کی منزل میں نہیں ہوتیں۔ اس سے واضح ہوا کہ موبائل کا حال تار سے بہت مختلف ہے۔ اور دونوں خبروں میں نمایاں فرق ہے۔ تار کی خبریں حد تواتر و استفاضہ کو نہیں پہونچتیں لیکن موبائل کی خبریں حد تواتر و استفاضہ کو بہ آسانی پہونچ جاتی ہیں لہٰذا اگر مختلف جگہوں سے رویت ہلال کی خبریں موصول ہوں اور بہ تحقیق ہوں تو استفاضہ شرعی ہو جائے گا۔

سوال: اعلیٰ حضرت نے عام فتاویٰ میں تار کی بے اعتباری کو مطلقًا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ تار مطلقًا غیر معتبر ہے یہی حال ٹیلی فون کا بھی ہے کہ امور شرعیہ میں اسے آپ نے غیر معتبر قرار دیا ہے۔

جواب: تار کی جو حالت پہلے تھی کہ وسائط مجہول، مخبر صرف ایک دو کافر یا فاسق اس کا حکم وہی ہے کہ مطلقًا غیر معتبر ہے مگر اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق میں خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو افادات ذکر فرمائے ہیں ان سے یہ واضح ہے کہ جب کوئی خبر بے وسائط ہو، مخبر بھی مجہول نہ ہو، بلکہ معلوم ہو، مخبر صرف ایک دو نہ ہوں بلکہ کثیر معلوم مخبرین ہوں تو ایسی خبر بے اعتبار ہرگز نہیں بلکہ حد شہرت و تواتر کو پہونچ جائے تو استفاضہ متحقق ہو جائے گا۔ اور اس کی بنیاد پر روزہ و عید وغیرہ لازم ہو جائیں گے۔

پھر یہ کہ اعلیٰ حضرت نے جو ٹیلی فون کی خبروں کو غیر معتبر قرار دیا ہے اس کا پس منظر یہی ہے کہ انھیں شہادت کا درجہ دے کر مقبول و معتبر ٹھہرایا جائے چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: 'یوں ہی ٹیلی فون کہ اس میں شاہد مشہود نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے'، [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۲۷ سنی دار الاشاعت مبارک پور]

مختصر یہ کہ ٹیلی فون سے اگر استفاضہ شرعی کا ثبوت ہو جائے تو وہ معتبر ہوگا یہاں بھی فتاویٰ امام مقید ہے اور جہاں مطلق ہے اسی تقیید پر محمول ہوگا۔

اسی میں ہے: 'ٹیلی فون دینے والا اگر سننے والے کے پیش نظر نہ ہو تو امور شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ آواز پہچانی جائے کہ آواز مشابہ آواز ہوتی ہے، اگر وہ کوئی شہادت دے معتبر نہ ہوگی، اور اگر کسی بات کا اقرار کرے تو سننے والے کو اس پر گواہی دینے کی اجازت نہیں۔ ہاں اگر وہ اس کے پیش نظر ہے جسے دو بدو آمنے سامنے سے تعبیر کرتے ہیں یعنی اس کی دونوں آنکھیں اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہوں، ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہو، اور ٹیلی فون کا واسطہ صرف بوجہ آسانی آواز رسانی کے لئے ہو کہ اتنی دور سے آواز پہونچنا دشوار تھا، تو اس صورت میں اس کی بات جس حد تک شرعًا معتبر ہوتی اب بھی معتبر ہوگی۔ مثلًا خود اپنی رویت کی شہادت ادا کرے تو مانی جائے گی اگر وہ مقبول الشہادۃ ہے [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۴۸/۹۲] مذکورہ بالا صورت میں از اول تا آخر شہادت ہی سے

متعلق گفتگو ہے اس لئے یہ کہنا حق بجانب ہے کہ اس کا تعلق خاص شہادت سے ہے۔

علامہ رحمتی کے دور میں موجودہ ذرائع ابلاغ نہیں تھے اور **اعلیٰ حضرت** کے دور میں موبائل نہ تھے، مگر تار ٹیلی فون تھے۔ ذرائع ابلاغ میں کچھ وسعت ہو چکی تھی۔ اس لئے آپ نے فرمایا زنہار **بے تحقیق عمل نہ کریں**، اگر یہ مطلقاً غیر معتبر ہوتے تو فرمایا جاتا "زنہار **عمل نہ کریں**" بے تحقیق کی قید سے مطلقاً عدم اعتبار کا دعویٰ ساقط ہے۔ موبائل کے ذریعہ موصولہ خبریں جب حد تواتر تک پہونچ جاتی ہیں تو یہ بے تحقیق نہ رہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں علامہ رحمتی کے حوالے سے جو معنی استفاضہ بیان کیا گیا ہے وہیں یہ بھی مذکور ہے۔ "**لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه**" جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ **استفاضہ غیر شرعی** وہ ہے جس میں اشاعت کنندگان معلوم نہ ہوں۔ اسی طرح **علامہ شامی** کے حوالے سے یہ ہے:

لا مجرد الاستفاضة لانها قلتكون مبنية على اخبار رجل واحد مثلاً فيشيع الخبر ۔یعنی استفاضہ غیر شرعی وہ خبر ہے جو کبھی فرد واحد کی خبر پر مبنی ہو کر مشہور ہو جاتی ہے ۔حاصل یہ ہے کہ استفاضہ میں مشہور خبر کا ہونا درکار ہے جو بے سند اور افواہی نہ ہو۔ اور فرد واحد کی خبر پر مبنی نہ ہو۔ لہٰذا ایسی خبر مشہور در بارۂ ثبوت ہلال معتبر ہے۔

سوال: فتاویٰ رضویہ میں ہے آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکام شرعیہ کی بنا نہیں ہو سکتی۔ اور موبائل ٹیلی فون کے ذریعہ جو خبریں موصول ہوتی ہیں وہ آڑ سے مسموع ہوتی ہیں تو یہ کیوں کر معتبر ہوں گی؟

جواب (الف): آڑ سے مسموع ہونے والی آواز کا غیر معتبر ہونا علی الاطلاق نہیں ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالم گیری میں جہاں یہ عبارت ہے "**لو سمع من وراء الحجاب لا يسعه ان يشهد**" "پردے کے پیچھے سے سنی جانے والی آواز پر گواہی نہیں دی جا سکتی، وہیں اس کے بعد استثنائی صورت والی یہ عبارت بھی ہے۔ **الا اذا كان في الداخل وحده ودخل وعلم الشاهد انه ليس فيه غيره ثم جلس على المسلك وليس له مسلك غيره فسمع اقرار الداخل ولا يراه لانه يحصل به العلم** (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۴۹) یعنی گواہ کو اگر یقین ہو کہ گھر کے اندر اقرار کرنے والا صرف اکیلا تنہا ہے تو گواہ اس اقرار کرنے والے کے اقرار پر گواہی دے سکتا ہے۔ حالاں کہ یہ آڑ سے سنی جانے والی آواز ہے۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آڑ سے مسموع آواز مطلقاً غیر معتبر نہیں، پھر فتاویٰ عالمگیری کی اس عبارت کا تعلق باب شہادت سے ہے کہ آڑ سے مسموع ہونے والی بات پر شہادت ہو سکتی ہے۔ نہ اس پر شہادت دی جا سکتی ہے، جہاں کہ "**لا يسعه ان يشهد**" صریح عبارت ہے اور یہاں گفتگو دربارہ **استفاضہ** ہے جو از قبیل خبر ہے نہ کہ از قبیل **شہادت**۔

(ب) فتاویٰ عالم گیری ہی میں ہے: "**خبر منادی السلطان مقبول عدلاً كان او فاسقاً**" "منادی سلطان کی خبر مقبول ہے چاہے وہ عادل ہو یا فاسق، اعلیٰ حضرت نے رسالہ "طرق اثبات ہلال" میں اسے نقل فرمایا ہے۔ دیکھئے (فتاویٰ رضویہ ج:۴، ص:۵۵۳ مطبوعہ سنی دار الاشاعت مبارکپور)

ظاہر ہے منادی سلطان کی خبر کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ بدو آمنے سامنے ہی ہو، بلکہ منادی کی خبر بالعموم آڑ سے ہی مسموع ہوتی ہے۔ اگر آڑ سے مسموع ہونے والی خبر مطلقاً غیر معتبر ہوتی تو منادی سلطان کی خبر کا بھی اعتبار نہ ہوتا۔

(ج) علامہ شامی نے توپوں کے فائر وغیر باعلامات بینہ کو حجت وموجب عمل قرار دیا۔ منحة الخالق وردالمحتار میں ہے: **لانه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به** (ج ۲ ص ۱۴۵) "اس لئے کہ وہ علامت ظاہرہ مفید غلبہ ظن ہے اور غلبہ ظن دلیل وجوب عمل ہے جیسا کہ اس کی تصریح فقہائے کرام نے فرمائی حتی کہ فائر کنندہ کی عدالت بھی شرط نہیں۔ ردالمحتار میں ہے: **فالظاهر ان المدفع في زماننا يفيد غلبة الظن وان كان ضاربه فاسقاً**.

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بھی توپوں کی آواز سننے کو دلائل ثبوت ہلال میں شمار فرمایا ہے وہ علامہ شامی کے حوالے سے فرماتے ہیں: علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ نے توپیں سننے کو بھی حوالیٔ شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوت ہلال سے گنا (الی آخرہ)
(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۵۳ مطبوعہ سنی دار الاشاعت مبارکپور)

Scanned by CamScanner

حوالیٔ شہر کے دیہات والے تو توپوں کی آوازیں سنتے ہیں جو آڑ ہی سے سنائی دیتی ہے پھر یہ دلائل ثبوت ہلال سے مانا گئے تو معلوم ہوا کہ آڑ سے سنائی دینے والی آواز مطلقاً غیر معتبر نہیں۔

سوال: اگر آسمان ابر آلود ہو تو ہلال رمضان کے لئے فرد واحد کی خبر و مجرد بیان کافی ہے یا نہیں جب کہ ہندیہ میں اس تعلق سے ''شہادت'' کا لفظ آیا ہے۔ ہندیہ کا جزئیہ ہے۔ **ان کان بالسماء علة فشهادة الواحد علی هلال رمضان مقبولة الخ** ،اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خبر مجرد خبر نہیں ہے اس میں رنگ شہادت ہے؟

جواب: اگر آسمان ابر آلود ہے تو ہلال رمضان کے ثبوت کے لئے ایک مسلمان عاقل بالغ مستور الحال کا صرف بیان و خبر کافی ہے شہادت ضروری نہیں کہ یہ مجرد خبر ہے، فتاوٰی رضویہ میں ہے، ہلال رمضان مبارک کے لئے ایک ہی مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے، اگر چہ مستور الحال ہو، اگر چہ اس کا یہ بیان مجلس قضا میں نہ ہو۔(فتاوٰی رضویہ ج ۴ ص ۵۴۶) درمختار میں علامہ حصکفی نے یہ تصیص فرمادی ہے کہ اس بیان و خبر میں لفظ "اشہد" اور "مجلس قضا" وغیرہ اس لئے ضروری نہیں کہ یہ خبر ہے شہادت نہیں۔ حیث قال: **وقبل بلادعویٰ وبلالفظ اشهد وبلاحکم ومجلس قضاء لأنه خبر لاشهادة للصوم مع علة خبر عدل** "(ج ۲ ص ۳۵۲) یہاں سے کھلا کہ ہندیہ کی عبارت میں لفظ (شھادۃ) کا اطلاق خبر پر ہے اور وہ بطریق مجاز ہے، شہادت اور خبر دو الگ الگ اصطلاحیں ہیں ان دونوں کے بیچ کسی تیسری قسم کا جو خبر کے ساتھ شہادت کا رنگ لئے ہو، کلام فقہا میں پتہ نہیں۔

سوال: جمع عظیم کے تعلق سے ہندیہ کی عبارت ہے۔ **وان لم یکن بالسماء علة لم تقبل الاشهادة جمع کثیر الخ** اور استفاضۂ خبر کے تعلق سے علامہ رحمتی کی عبارت میں ہے: "**کل منهم یخبر عن اهل تلک البلدة الخ** تو کیا یہاں **یخبر یشهد** کے قائم مقام ہے؟

جواب: فقہا کی ایسی عبارتوں میں "یخبر" "یشھد" کے قائم مقام نہیں۔ بلکہ "یشھد" "یخبر" کے قائم مقام ہے۔ یعنی خبر کو بطور مجاز شہادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہ جمع عظیم استفاضۂ خبر ہی کی ایک صورت ہے اور استفاضۂ خبر از قبیل شہادت نہیں، از قبیل خبر ہے، اس لئے درمختار میں تعبیر یوں فرمائی گئی۔ **وقبل بلاعلة جمع عظیم یقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبرهم**، اور ردالمحتار میں صراحت کی گئی اخبار **جمع عظیم فلایقبل خبر الواحد** [ج ۲ ص ۳۵۶] اور کلام امام میں مذکور ہوا۔ "ورنہ ایک جماعت عظیم چاہیے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبۂ ظن حاصل ہو جائے کہ ضرور چاند ہوا اگر چہ غلام یا کھلے فساق ہوں" (فتاوٰی رضویہ ج ۴ ص ۵۴۷) علامہ حصکفی، علامہ شامی اور اعلیٰ حضرت رحمہم اللہ کے پیش نظر ہندیہ کی عبارت بھی تھی اور ضرور تھی۔ مگر ان بزرگوں نے **شہادت** کی بجائے **خبر و بیان**" ہی سے تعبیر کیا، جس سے واضح ہوا کہ یہ از قبیل خبر ہے۔ یہیں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ علامہ رحمتی کی عبارت میں "**یخبر**" اپنے معنی حقیقی پر ہے اور ہندیہ کی عبارت میں لفظ "**شهادة**" مجاز ہے ہندیہ کی عبارت اور درمختار و ردالمحتار، فتاوٰی رضویہ وغیرہ کی عبارتوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ ابدائے وفاق اور رفع خلاف کی حاجت ہو۔

سوال: کیا خبر مستفیض اور خبر متواتر دونوں مترادف ہیں؟

جواب: یہ دونوں مترادف نہیں، کہ خبر مستفیض کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ افادۂ یقین کرے، اگر غلبۂ ظن ملحق بالیقین بھی ہو تو خبر مستفیض ہے مگر خبر متواتر نہیں، اور خبر متواتر افادۂ یقین کرتی ہے۔ لہذا ہر خبر متواتر خبر مستفیض ہے مگر ہر خبر مستفیض خبر متواتر نہیں۔ کشف الاسرار میں ہے: **الخبر المتواتر هو خبر جماعة مفید بنفسه العلم بصدقه** (ج ۲ ص ۵۲۲)۔ فتاوٰی رضویہ میں "**عقود الدریہ**" کے حوالے سے ہے:

المشهور المتواتر وهو أن یشتهر ویسمع من قوم کثیر لا یتصور اجتماعهم علی الکذب متواتر اس خبر کو کہتے ہیں جو اتنے کثیر لوگوں سے مسموع ہو جن کا غلط خبر پر اتفاق متصور نہ ہو، عامۂ کتب اصول میں ہے: **المتواتر یوجب العلم القطعي**، خبر متواتر سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے، **مسلم فواتح** میں ہے: **ویوجب الخبر المشهور ظنا قویاً**۔ علمائے اصولیین نے خبر متواتر، مستفیض و مشہور اور خبر واحد تینوں قسموں کا فرق بھی

واضح کردیا ہے، خبر متواتر میں بالکل شبہ نہیں ہوتا، مشہور میں یک گونہ شبہ رہتا ہے اور احاد میں احتمال وشبہ ہوتا ہے۔

اصول الشاشی میں ہے: **الخبر علیٰ ثلثة أقسام قسم صح من رسول ﷺ و ثبت منه بلا شبهة وهو المتواتر وقسم فيه ضرب شبهة وهو المشهور وقسم فيه احتمال و شبهة وهو الآحاد۔**

مقدمہ مشکوۃ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: **الحديث الصحيح ان كان راويه واحدا يسمىٰ غريبا وان كان اثنين يسمي عزيزا وان كانوا اكثر يسمي مشهورا ومستفيضا وان بلغت رواته في الكثرة الىٰ ان يستحيل العادة تواطوء هم علي الكذب يسمي متواترا "۔**

حضرت علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں: **وهذه الاستفاضة ليس فيها شهادة علىٰ قضاء قاض و لا علي شهادة لكن لما كانت بمنزلة الخبر المتواتر و قد ثبت بها ان اهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها** (فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۵۳ مطبوعہ سنی دارالاشاعت مبارکپور) یہاں علامہ شامی نے استفاضہ کو خبر متواتر نہیں کہا بلکہ بمنزلہ **فہ خبر المتواتر** کہا جس سے معلوم ہوا کہ دونوں بعینہ ایک نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں یہ خبر (یعنی خبر مستفیض) اگر چہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت۔ نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت نہ کتاب قاضی یا شہادت مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بہ غلبہ ظن ملتحق بالیقین وہاں رویت وصوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا۔(ص ۵۵۴)

اگر استفاضہ بعینہ خبر متواتر ہوتا تو اعلیٰ حضرت غلبہ ظن ملتحق بالیقین کا ذکر نہ فرماتے، بلکہ صاف فرماتے کہ اس مستفیض خبر سے بالیقین وہاں رویت وصوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا۔ معلوم ہوا کہ خبر مستفیض بعینہ خبر متواتر نہیں ہے۔

سوال: کیا استفاضہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ حکم حاکم شرع پر مبنی ہو؟

جواب: علامہ شامی کے نزدیک ایسا ہی ہے مگر اعلیٰ حضرت کے نزدیک ایسا نہیں، فتاوی رضویہ میں ہے: دربارۂ استفاضہ یہ تحقیق علامہ شامی کی ہے اور اس تقدیر پر وہ شرائط ضرور ہیں۔ کہ صوم وعید بربنائے حکم حاکم شرع عالم متبع احکام ہوا کرتا ہے اور ایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعات کثیرہ آئیں اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے عام لوگ اپنی آنکھوں سے چاند دیکھنا بیان کرتے ہیں۔ جن کا بیان مورث یقین شرعی تھا۔ ظاہراً اس تقدیر پر کسی ایسے حاکم شرع کا ہونا ضروری نہیں۔

[فتاوی رضویہ ۴/۵۵۱]

سوال: صحت خبر کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ منجملہ شرائط معتبرہ اتصال بھی درکار ہے۔ اور اتصال بے ملاقات متصور نہیں اس لئے تو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بالفعل ملاقات کو حدیث کی صحت کے لئے شرط قرار دیا اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی اور جہاں راوی اور مروی عنہ کے درمیان سینکڑوں میل کا فاصلہ ہو تو بدیہی ہے کہ دونوں کا اتصال نہ ہوا خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب منقطع ہے تو ہرگز بمنزلہ استفاضہ نہیں ہو سکتی۔

جواب (الف): اعلیٰ حضرت نے تار کی خبروں کو انقطاع کی وجہ سے استفاضہ سے خارج نہیں قرار دیا بلکہ حد تواتر تک نہ پہنچنے کی وجہ سے دو چار تار گھریا معدودے چند مخصوص کی وجہ سے کہ اس سے تواتر نہیں ہوتا اور جہاں تک موبائل کی بات ہے تو اس کی خبریں حد تواتر تک پہنچ جاتی ہیں پھر یہ کہ اس میں مخبرین یا تو خود براہ راست اپنی رویت کی خبر دیں یا اپنے اپنے شہر کے قاضی یا مفتی کے فیصلے اور اعلانات کی پھر یہاں انقطاع خبر کہاں؟ اپنی رویت کی خبر دینے کی صورت میں تو راوی اور مروی عنہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور اگر اپنے اپنے شہر کے قاضی یا مفتی کے فیصلے اور اعلانات کی خبر دیں تو **لقایا امکان لقا** بہر حال متحقق ہے پھر استفاضہ کی نفی کیسے ہوگی؟

سوال: استفاضہ بھی مثل شہادت ہے لہذا شہادت کے تقاضے اور لوازم بھی یہاں درکار ہیں۔

جواب: استفاضہ طرق موجبہ میں سے علاحدہ ایک مستقل طریقہ ہے، جو از قبیل شہادت نہیں کہ اس کے لیے شہادت کے تمام تر تقاضے اور لوازم کا پایا جانا ضروری ہو بلکہ یہ از قبیل خبر ہے جو مشہور اور با متحقق ہو۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: یہ خبر (یعنی خبر مستفیض) اگر چہ نہ خود اپنی رویت

ٹیلیفون کی خبر پر چاند کے شرعی ثبوت کے بارے میں

محققانہ فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت علامہ الشاہ سید **محمد مدنی اشرفی جیلانی** دام ظلہ العالی
جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ مقدسہ

گلبرگہ شریف سے مولانا عبدالرشید صاحب نے فون پر حضرت شیخ الاسلام سے ٹیلی فون کی خبر پر چاند کے شرعی ثبوت کے بارے میں سوال کیا تھا اس کے جواب میں حضرت شیخ الاسلام نے خبر کے ذریعہ چاند کے شرعی ثبوت کے بارے میں جو تحقیق وتشریح فرمائی، وہ افادۂ عام کے لیے قارئین کے پیش خدمت ہے......ادارہ

☆☆☆

عزیز القدر مولانا عبدالرشید سلمہٗ ----------السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فون پر جو آپ نے سوال کیا ہے، اس کا جواب اختصار کے ساتھ روانہ کر رہا ہوں، اس جواب سے خبر مستفیض کے تعلق سے میرا نقطۂ نظر بھی آپ پر واضح ہو جائے گا۔ امید ہے کہ یہ جواب اہل انصاف کے لیے کسی نہ کسی حد تک اطمینان بخش ثابت ہوگا۔

ثبوت رویت ہلال کے لیے اگرچہ شہادت کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے، مگر ایسا بھی نہیں کہ اس سلسلہ میں خبر بالکل غیر معتبر ہو، خبر جب مستفیض ہو تو اس سے بھی شرعاً ثبوت ہلال ہو جاتا ہے۔

شہادت کے لیے چونکہ شاہد کا مجلس شہادت میں موجود ہونا لازمی ہے، اس لئے

کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت نہ کتاب قاضی با شہادت مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بہ غلبۂ ظن متحقق بالیقین وہاں رویت وصوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا (فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۵۲) البتہ اتنا ضرور ہے کہ یہ قائم مقام شہادت ہے بلکہ اس سے اقوی درجہ رکھتا ہے مگر محل شہادت نہیں کہ شہادت کے تقاضے اور لوازم اس کیلئے ضروری ہوں۔

[ب] آج موبائل کے ذریعہ جو باہمی ربط ہوتا ہے اسے **اتصال** ہی کہا جاتا ہے۔ ماضی میں دور دراز مقامات سے خبر یا روایت لینے دینے کے لیے ایسا کوئی ذریعہ اتصال نہ تھا۔ بجز اس کے کہ معجزہ یا کرامت کے طور پر دور سے خبر لیا دیا ہو جیسے فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے مدینے میں رہ کر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ کو نہاوند میں خبر دی اور انہوں نے اس خبر پر عمل بھی کیا۔ دوسرا طریقہ خط اور قاصد کا تھا۔ اس پر بھی عمل درآمد ہمیشہ رہا ہے اور خبر یا روایت جیسے بالمشافہ ہوتی تھی، کتابت اور قاصد کے ذریعہ بھی ہوتی تھی۔ اسی طرح خرید وفروخت، توکیل، وصیت، طلاق وغیرہ معاملات میں بھی یہ ذریعہ زیر عمل تھا۔ موبائل یا ٹیلی فون کا وجود نہ تھا اس لیے اس کا استعمال بھی نہ تھا۔ آج اس کا وجود ہے تو اس کے ذریعہ درس وتدریس، بیعت وارشاد، استفتاء وافتاء وغیرہ دینی امور اور خرید وفروخت، توکیل، وصیت، طلاق وغیرہ عام معاملات بھی عمل میں آتے ہیں اور اس میں کوئی یہ نہیں مان سکتا کہ مفتی ومستفتی کے درمیان یا شیخ اور تلمیذ ومرید کے درمیان **اتصال** اور **لقا** نہیں بلکہ **انقطاع** ہے۔ لہذا مرید کی بیعت درست نہیں، مفتی کا فتوی مستفتی کا اس پر عمل روا نہیں، یا شیخ نے موبائل پر کوئی حدیث بیان کی تو شیخ کی جانب اس کی نسبت اور اس سے اس حدیث کی روایت صحیح نہیں۔ جس طرح بالمشافہ خبر وروایت متصل اور درست تھی اس آلۂ جدیدہ کے ذریعہ خبر وروایت بھی متصل اور جائز ودرست ہے۔ اور آج امت مسلمہ بلکہ ساری دنیا کا اس پر عمل درآمد بھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خبر اور روایت میں شہادت کی طرح حضور اور رو در رو ہونا نہ پہلے ضروری تھا نہ اب ضروری ہے۔

ومن ادعی فعلیه البیان، بیانا صریحالا یحتمل النقض والرد
.........والله الموفق للصدق والصواب والیه المرجع والمآب.

ریڈیو، ٹیلی فون وغیرہ آلات خبر سے شہادت نہیں دی جاسکتی، اسی لیے اس ترقی یافتہ دور میں ساری دنیا کی عدالتوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ شاہد کو عدالت میں حاضر ہونا ہی پڑیگا، ٹیلی فون وغیرہ سے اس کی شہادت نہیں قبول کی جائے گی۔

بایں ہمہ، ٹیلی فون اور ریڈیو وغیرہ آلات خبر (جن کی وضع ہی صرف خبر پہونچانے کے لیے کی گئی ہے) سے حاصل شدہ خبریں بھی خبر ہیں، ان کے خبر ہونے کا کوئی منکر نہیں، کسی خبر کے خبر ہونے کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ مخبر جہاں خبر پہونچائے وہاں حاضر بھی ہو، وہ آکر سامنے خبر دے، جب بھی خبر ہے، اور دور سے خبر دے جب بھی خبر ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ ثبوت ہلال کے لیے خبر واحد معتبر نہیں، اس کے لیے خبر مستفیض چاہیے، متون میں بھی صرف لـو استـفـاض الـخـبـر [2] (جب خبر مشہور ہو جائے) کے الفاظ ہیں، خبر مستفیض کی جو تشریح علامہ رحمتی قدس سرہ [3] نے کی ہے، اپنے عہد کے لحاظ سے کی ہے، اس لیے کہ اس عہد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ خبر پہونچانے کے لیے اس کے سوا کوئی صورت نہیں تھی کہ جماعت وہاں جاکر خبر دے۔

خبر مستفیض کے لیے متعدد جماعتوں کی خبر کی ضرورت ہوتی ہے، خواہ وہ جماعتیں آکر خبر دیں، یا، کسی آلۂ خبر کے ذریعہ خبر دیں، مگر آلۂ خبر وہ ہوں جن سے براہ راست مخبر کی آواز سنی جاسکے اور اس کی کسی نہ کسی حد تک پہچان ہو سکے، اس طرح حاصل شدہ خبر کو خبر مستفیض ہی قرار دیا جائے گا...... اب اس کی شکل یہ ہے کہ ایک شہر کا قاضی...... یا...... اس کا قائم مقام (مثلاً رویت ہلال کمیٹی) دوسرے جائے ثبوت والے شہر کے اتنے افراد سے جن کو متعدد کہا جاسکے، ہر ایک سے الگ الگ نمبر پر ٹیلی فون کے ذریعہ خبریں حاصل کریں، یہ ساری خبریں مل کر خبر مستفیض ہو جائیں گی اور اس پر رویت ہلال کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور بلا تکلف عید وغیرہ کا اعلان کیا جاسکتا ہے۔ [5]

قاضی...... یا...... رویت ہلال کمیٹی کا دائرۂ عمل [4] جہاں تک ہے، وہاں کے رہنے والوں کو اس اعلان پر عمل کرنا لازمی ہوگا۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ کتنے لوگوں کو متعدد جماعت کہا جائے؟ اور ان کی خبر کو خبر مستفیض قرار دیا جائے؟ اس کے لیے پہلے یہ متعین کرنا ہوگا کہ ایک جماعت کا اطلاق کتنے لوگوں پر کیا جائے؟ اگر دو فرد کو ایک جماعت قرار دیا جائے تو متعدد جماعت چار...... یا...... چھ افراد پر مشتمل ہوگی...... یوں ہی...... اگر ایک جماعت تین کو کہا جائے تو متعدد جماعت چھ ...... یا...... نو افراد پر مشتمل ہوگی...... اسی طرح...... اگر ایک جماعت چار افراد کو کہا جائے تو متعدد جماعت آٹھ...... یا...... بارہ افراد پر مشتمل ہوگی۔

اس مقام پر سب سے زیادہ خوبصورت بات یہ ہے کہ متعدد جماعت کے مسئلے کو قاضی...... یا...... اس کے قائم مقام کے صوابدید پر چھوڑ دیا جائے، وہ خود تعداد مقرر کرے، وہ تعداد ایسی ہو جن کا غلط بیانی پر اتفاق کر لینا خود قاضی کی نگاہ میں عادۃً ناممکن ہو اور جن کی خبروں سے خود قاضی کو ثبوت ہلال کا یقین شرعی (ظن غالب) حاصل ہو جائے۔

اس مقام پر خاص طور پر ذہن نشین رہے کہ ایک شکل ہے دور والے سے خود بذریعۂ ٹیلی فون خبر لینا، اور دوسری شکل ہے دور والے کا خود بذریعۂ ٹیلی فون خبر دینا، ان دونوں شکلوں میں فرق ظاہر ہے، پہلی شکل میں ہم اپنے جانے پہچانے لوگوں سے رابطہ پیدا کر کے ان سے خبر لیتے ہیں، اس لیے اس میں دھوکا نہیں دیا جاسکتا، اس کے برعکس، دوسری شکل میں خبر دینے والوں سے ہم بے خبر ہوتے ہیں تو اس میں دھوکے کا امکان ہے کہ خبر دینے والے اپنے ہم مسلک ہیں بھی کہ نہیں؟ نیز خبر مستفیض کے لیے جتنی تعداد مطلوب ہیں، اتنے ہی افراد خبر دے رہے ہیں، یا، چند لوگ ہیں، جو آواز بدل بدل کر کثیر بنے ہوئے ہیں؟ الغرض دوسری شکل سے قاضی کو وہ یقین حاصل نہیں ہو سکتا، جو پہلی شکل سے حاصل

ہوتا ہے،اس لیےاس دور فتنہ میں اعتبار پہلی ہی شکل کا ہوگا۔

خبر مستفیض کی تشریح علامہ رحمتی نے اپنے عہد کے لحاظ سے فرمائی ہے اور یہ خاکسار اس کی تشریح اپنے عہد کے لحاظ سے کر رہا ہے،اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے کہ اس خاکسار کی تشریح علامہ موصوف قدس سرہٗ کی تشریح کو باطل قرار نہیں دیتی، بلکہ خبر مستفیض کی ایک دوسری شکل کی نشاندہی کرتی ہے،اس خاکسار کی تشریح کو بہت علماء کرام کی تائید حاصل ہو چکی ہے،اور بعض مقامات پر اس پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے،اس تشریح نے بحمدہٖ تعالیٰ بہت سارے فتنوں کا سد باب بھی کر دیا ہے......فقط والسلام

دعا گو دعا جو

ابوالحمزہ وسید محمد مدنی اشرفی جیلانی

مدنی مسکن،احمد آباد

۲۱ر رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۷ر نومبر ۲۰۰۳ء بروز دوشنبہ مبارکہ

﴿حاشیہ﴾

حاشیہ۱: خبر مشہور۔۱۲

حاشیہ۲: لو استفاض الخبر: درمختار میں ہے"لو استفاض الخبر فی البلد الاخریٰ لزمهم علی الصحیح من المذهب۔۱۲

حاشیہ۳: یہ تشریح علامہ رحمتی قدس سرہٗ نے کی: ردالمحتار میں ہے"قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منهم یخبر عن اهل تلک البلدة انهم صاموا عن رویة لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه کما تشیع اخبار یتحدثون بها سائر اهل البلدة ولا یعلم من اشاعها کما ورد ان فی اخر الزمان یجلس الشیطان بین الجماعة ویتکلم بالکلمة فیتحدثون بها ویقولون لا ندری من قالها فمن هذا لا ینبغی ان یسمع فضلا من ان یثبت به حکم۔۱۲

ح۴: دوسرے ثبوت والے شہر: خیال رہے کہ دوسرے ثبوت والے شہر میں ثبوت رویت ہلال کے وہی طریقے ہیں جو شرعاً معتبر ہیں، مثلاً شہادت......یا......شہادت علی الشہادۃ......یا......شہادت علی القضا......یا......کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ،اگر اس دوسرے شہر کے قاضی......یا......اس کے قائم مقام نے محض ایک آدمی کی خبر......یا......حکایت ہی پر روزہ......یا......عید کا اعلان کر دیا ہو تو اس سے خود اس شہر کے لیے رویت ہلال کا ثبوت نہ ہوگا، اور نہ ہی اس شہر والوں کو اس اعلان پر عمل جائز ہوگا، چہ جائیکہ دوسروں کے لیے جائز ہو؟۔۱۲

حاشیہ۵: عید وغیرہ کا اعلان کیا جا سکتا ہے: آج کل اکثر شہر کے قاضی......یا......ہلال کمیٹی کے افراد دوسرے شہر کے قاضی......یا......ہلال کمیٹی سے فون کے ذریعہ رویت ہلال کے بارے میں خبر حاصل کر لیتے ہیں، پھر اسی کے مطابق اپنے شہر میں روزہ......یا......عید کا اعلان کر دیتے ہیں، یہ شرعاً جائز نہیں، یہ خبر واحد ہوئی اور خبر واحد سے رویت ہلال کا ثبوت نہ ہوگا بلکہ خبر مستفیض درکار ہے، پھر ایسے شہر کے قاضی......یا......ہلال کمیٹی سے دوسرے جتنے شہر کے لوگوں نے فون وغیرہ کے ذریعہ خبریں حاصل کی ہوں گی، ان کے لیے بھی رویت ہلال کا ثبوت نہ ہوگا، بلکہ ضروری یہ ہے کہ ثبوت والے شہر کے متعدد جانے پہچانے لوگوں سے فون کے ذریعہ رابطہ کر کے خبریں حاصل کریں،اور جب رویت ہلال کا یقین شرعی حاصل ہو جائے، تب جا کر اپنے یہاں روزہ......یا......عید کا اعلان کریں، جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام نے تشریح فرمائی......اب ایسے شہر سے جتنے شہر کے قاضی......یا......ہلال کمیٹی کے افراد مذکورہ طریقے سے خبریں حاصل کریں گے،ان سب کے لیے بھی رویت ہلال کا ثبوت ہو جائے گا۔۱۲

۶: رویت ہلال کمیٹی کا دائرۂ عمل: قاضی ...... یا ...... ہلال کمیٹی نے شرعی ثبوت کے بعد اعلان عام کے لیے اگر ٹیلی ویژن پر خبر شائع کر دی تو اس قاضی ...... یا ...... ہلال کمیٹی کے دائرۂ عمل میں تمام لوگوں کو اس پر عمل کرنا ضروری ہے، ٹیلی ویژن کی یہ اشاعت منادی حکم سلطانی کی مثل ہے جو شرعاً مقبول اور قابل اعتبار ہوتی ہے، اگر چہ مخبر فاسق ہو، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے "مخبر منادی السلطان مقبول عدلاً كان او فاسقاً"

رہی یہ بات کہ ٹیلی ویژن پر شائع ہونے والی خبر صرف اسی شہر تک محدود نہیں رہتی، بلکہ کبھی پورے صوبہ ...... یا ...... ملک ...... یا ...... پوری دنیا کے لوگوں تک پہونچ جاتی ہے، تو اس قاضی ...... یا ...... ہلال کمیٹی کے دائرۂ عمل کے سوا لوگوں کو اس پر عمل جائز ہوگا ...... یا ...... نہیں؟

...... اس سلسلہ میں یہی کہا جائے گا کہ دوسرے شہر کے لوگوں (جن تک ٹیلی ویژن کی یہ خبر پہونچی) کو اس خبر پر عمل جائز نہیں ہوگا، کیونکہ ٹیلی ویژن چینلس (channels) کے مالکین اکثر کفار و مشرکین ہیں، جو صرف عوام جہال و فاسق و فجار مسلمین کو پوچھ کر ...... یا ...... ان کے خبر پہونچانے پر روزہ ...... یا ...... عید کا اعلان کر دیتے ہیں، بقولہ تعالیٰ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾ بلکہ انہیں چاہیے کہ جس شہر کے قاضی ...... یا ...... ہلال کمیٹی کے حوالے سے خبر شائع ہوئی ہو اس شہر کے ثقہ افراد سے ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعہ رابطہ کر کے خبریں حاصل کریں، جس سے ثبوت ہلال کا یقین حاصل ہو جائے، اس طرح یہاں کے لوگوں کے لیے بھی اب روزہ ...... یا ...... عیدین کا اعلان کرنا درست ہو جائے گا۔

ٹیلی ویژن کی خبر پر جواز عمل کی ایک صورت یہ مفہوم ہوتی ہے کہ اگر قاضی شرع جو عالم دین محقق معتمد متبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ و عیدین اسی کے حکم سے نفاذ پاتے ہوں، بذات خود آکر ٹیلی ویژن پر خبر دے ...... یا ...... اس کے حوالہ سے خبر شائع کی جائے تو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے، کیونکہ فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جس اسلامی شہر میں ثبوت رویت ہلال کے بعد توپیں ...... یا ...... ڈھنڈورہ ...... یا ...... قندیلیں وغیرہ کے ذریعہ روزہ ...... یا ...... عیدین کا اعلان عام کیا جاتا ہے، اس شہر کے اطراف و جوانب کے دیہات والوں کے لیے بھی اس سے ثبوت ہلال ہو جائے گا، درمختار میں ہے: "قلت والظاهر انه يلزم اهل القرى الصوم بسماع المدافع او رؤية القناديل من المصر لانه علامة الظاهر تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به واحتمال كون ذلك لغير رمضان بعيد اذ لا يفعل مثل ذلك عادةً في ليلة الشك الا لثبوت رمضان"

منحۃ الخالق میں ہے "لم يذكروا عندنا العمل بالامارات الظاهرة الدالة على ثبوت الشهر كضرب المدافع في زماننا والظاهر وجوب العمل بها على من سمعها ممن كان غائبا عن المصر كاهل القرى ونحوها كما يجب العمل بها على اهل المصر الذين لم يروا الحاكم قبل شهادة الشهود وقد ذكر هذا الفرع الشافعية فصرح ابن حجر في التحفة انه يثبت بالامارة الظاهرة الدالة التي لا تتخلف عادةً كرؤية القناديل المعلقة بالمنابر قال ومخالفة جمع في ذلك غير صحيحة۔

یہاں پر دور سے سنائی دینے والی آواز ...... یا ...... دور سے نظر آنے والی علامات، جو رویت ہلال کے ثابت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے، کا اعتبار کر کے بغلبۂ ظن حوالی شہر کے گاؤں والوں کے لیے ثبوت ہلال کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ ٹیلی ویژن پر ثبوت ہلال کی دلیل نہیں، بلکہ ثبوت ہی کی خبر دی جاتی ہے، تو اس سے بدرجہ اولیٰ ثبوت ہلال کا حکم دیا جا سکتا ہے ...... نیز ٹیلی ویژن پر خبر سننے کے ساتھ ساتھ مخبر کی صورت بھی دیکھی جا سکتی ہے ...... پھر ٹیلی ویژن کا وہ چینل مسلمانوں کا ہو اور مخبرین بھی مسلمان ہوں اور وہ ثبوت ہلال کے بعد ہی قاضی شرع عالم دین محقق معتمد متبع

الاحکام کے حوالہ سے روزہ ......یا......عیدین کی خبریں شائع کرتے ہوں تو اس سے یقین اور زیادہ تحقیق ہو جائے گا اور یقین شرعی حاصل ہو جائے گا اور اس پر عمل کیا جا سکتا ہے ...... ہاں ...... یہ کہا جا سکتا ہے کہ ٹیلی ویژن پر جس کے حوالہ سے خبر شائع ہوئی ہو وہ مسلک اہل سنت و جماعت سے متعلق نہیں ......یا...... قبیع الاحکام نہیں ......یا...... احکام روزہ و عیدین اس کے حکم سے نفاذ نہیں پاتے تو اس صورت میں ٹیلی ویژن کی خبر پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

احقر محمد ساجد اشرفی

پادرا، ضلع بڑودہ، گجرات

۲۱ رجمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ لیلۃ الجمعۃ المبارکۃ مطابق ۲۶ رجون ۲۰۰۸ء

☆☆☆

موبائل کی خبروں سے استفاضۂ شرعی کا حکم

مجمع البحرین حضرت علامہ مفتی شاہ عبید الرحمٰن رشیدی دام ظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جون پور شریف، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثبوتِ ہلال کے طریقوں میں سے ایک طریقہ استفاضۂ شرعی بھی ہے جو از قبیل شہادت نہیں بلکہ از قبیل خبر ہے جب کہ یہ مشہور اور با تحقیق ہو۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"ہمارے ائمہ نے صرف استفاضہ و اشتہار کافی نہ جانا بلکہ اس کے ساتھ تحقیق ہو جانے کی قید زیادہ فرمائی"۔ (فتاویٰ رضویہ ۵۶۱/۴)

معلوم ہوا کہ خبر مشہور اگر با تحقیق ہو تو یہ استفاضۂ شرعی ہے اور ثبوتِ ہلال میں معتبر ہے اب رہی یہ بات کہ علامہ رحمتی نے استفاضۂ شرعی کا جو معنی بتایا ہے کہ بلدۂ ثبوت سے متعدد جماعتیں آ کر یہ بیان دیں تو یہ ان کے دور کے اعتبار سے ہے کہ ان کے دور میں تحقیق کی بس یہی صورت تھی، یہ موجودہ ذرائع ابلاغ ان کے دور میں نہیں تھے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ تحقیق اسی معنی میں منحصر ہو۔ اگر یہ بات ہوتی تو اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں یہ نہیں فرماتے کہ:

"تار کی خبر مجہولین، فساق، بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے ایسی خبر میں شرع نے فرض کیا تھا کہ زنہار بے تحقیق عمل نہ کریں۔" (فتاویٰ رضویہ ۵۶۱/۴)

بلکہ صاف فرما دیتے کہ تار کی خبر میں بلدۂ ثبوت سے متعدد جماعتوں کا آ کر بیان دینا نہیں پایا جاتا جو استفاضۂ شرعی کے لیے ضروری ہے۔ لہٰذا یہ معتبر نہیں۔ یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ "تار کی خبر مجہولین، فساق، بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے" اسی طرح یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ ایسی خبر میں شرع نے فرض کیا تھا کہ "زنہار بے تحقیق عمل نہ

اسی میں ہے:

المشهور يوجب علم الطمانينة(ص ۴۳۷) خبر مشہور سے ظن غالب قوی حاصل ہوتا ہے۔

مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت ج ۲ ص ۱۱۲ میں ہے:

(ويوجب) الخبر المشهور (ظنا) قويا (كانه اليقين) الذى لامساغ للشبهة والاحتمال الناشى عن دليل فيه اصلا ويسمى هذا الظن علم الطمانينة وهو الذى قد يعبر عنه باليقين. خبر مشہور سے ظن ایسا باقوت ہو جایا کرتا ہے کہ شبہ اور احتمال عن دلیل کی گنجائش نہیں رہتی ہے، گویا یقین ہو جاتا ہے، اس ظن کو علم طمانیت اور کبھی یقین سے بھی تعبیر کر دیتے ہیں۔

فتاوی رضویہ ج ۴/۵۵۲ تا ۳۵۳، مترجم ج ۱۰/۳۱۵ تا ۳۱۷ میں ہے:

متعدد جماعتیں آئیں اور سب بیک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا۔ یا۔ عید کی...... یہ خبر اگر چہ نہ خود اپنی رویت کی خبر ہے، نہ کسی شہادت پر شہادت، نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتاب قاضی پر شہادت، مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین۔ یا۔ بہ غلبہ ظن ملتحق بالیقین وہاں رویت وصوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا۔

اصول الشاشی میں ہے:

خبر الواحد هو مانقله واحد عن واحد، او واحد عن جماعة، او جماعة عن واحد ولا عبرة للعدد اذا لم يبلغ حد المشهور. جس خبر کو کم لوگوں کے حوالہ سے کم لوگ۔ یا۔ زیادہ لوگوں کے حوالہ سے کم لوگ۔ یا۔ کم لوگوں کے حوالہ سے زیادہ لوگ بیان کریں، یعنی جس خبر کے خبر دینے والے، خبر مشہور کی خبر دینے والوں سے کم ہوں، تو اسے خبر واحد کہیں گے۔

اسی میں ہے:

وهو يوجب العمل به فى الاحكام الشرعية الخ ۔ اس سے احکام شرعیہ پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

احسن الحواشی میں ہے:

اى حكم خبر الواحد يوجب العمل ولا يوجب العلم لا علم اليقين ولا علم الطمانينة، وهذا مذهب اكثر اهل العلم وجملة الفقها. (ص ۴۳۷)

خبر واحد پر عمل کرنا ضروری تو ہے مگر یقین یا ظن غالب قوی کے طور پر نہیں۔ اکثر اہل علم اور تمام فقہا کا مذہب یہی ہے۔

مقدمہ (۲)______ : شہادت بھی اصلاً خبر واحد ہی ہوتی ہے، جس میں حکی عنہ کے مطابق نہ ہونے کا احتمال ناشی عن دلیل رہتا ہے، بلفظ دیگر اس کے سچ ہونے میں شبہ رہتا ہے۔ اس لئے قیاس کا تقاضا تھا کہ وہ معتبر نہ ہو مگر چونکہ شریعت نے قیاس کے برخلاف اسے حجت قرار دے دیا ہے، اس لئے عموماً خبر دینے والوں کا دو اور عادل ہونا ضروری ہوا __ خبر مستفیض میں خبر دینے والے زیادہ ہوتے ہیں جس کی بنا پر ان کا کسی جھوٹی بات پر متفق ہو جانے کے تعلق سے بہت ہلکا سا تصور رہتا ہے؛ اس لئے اس میں خبر دینے والوں کا عادل ہونا ضروری نہیں ہوا۔

فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ ص ۴۰۶ میں ہے:

ایک عظیم جماعت چاہئے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہ ظن حاصل ہو جائے کہ ضرور چاند ہوا اگر چہ غلام یا کھلے فساق ہوں۔

اس کے برخلاف خبر متواتر میں خبر دینے والے اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ ان سب کا کسی جھوٹی بات پر متفق ہو جانے کے تعلق سے ضعیف تصور بھی نہیں رہتا ہے، اس لئے اس میں خبر دینے والوں کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں رہا۔

قمر الاقمار ص ۱۰۸ میں ہے:

قوله رواه قوم: سواء كانوا كفارا او مسلمين عدولا او فساقا الا ان الرواة اذا كانوا عدولا فبالعدد القليل منهم يحصل العلم واذا كانوا فساقا فلا بد للعلم من العدد الكثير منهم. خبر متواتر کے مخبرین، عادل، فاسق بلکہ غیر مسلم بھی ہو سکتے ہیں۔ ہاں! عادل ہوں تو کم تعداد سے بھی یقین ہو جائے گا اور فاسق ہوں تو زیادہ تعداد درکار ہوگی۔

ٹیلی فون اور موبائل سے
رمضان اور عیدین کے چاند کا ثبوت ہو سکتا ہے

مناظر اسلام فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مضطر دام ظلہ
بانی و سربراہ: جامعہ نوریہ شام پور بنگال

۷۸۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ٹیلی فون اور موبائل کے ذریعہ رمضان وغیرہ کے چاند کا ثبوت ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

پہلے ذیل کے مقدمات کو ذہن نشین کر لیجئے تا کہ جواب کی حقیقت واضح طور پر سمجھ میں آجائے۔

مقدمہ (۱): محکی عنہ کی حکایت کا نام خبر ہے، جس میں سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال رہتا ہے۔ حکایت محکی عنہ کے مطابق ہو تو خبر سچی کہلاتی ہے اور محکی عنہ کے مطابق نہ ہو تو جھوٹی۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خبر، اور، خبر دینے والے کے درمیان سلسلہ ٹوٹ بھی جاتا ہے تو جس خبر، اور خبر دینے والے کے درمیان سلسلہ ٹوٹا ہوا ہو، اس خبر کو خبر منقطع، اور جس خبر، اور خبر دینے والے کے درمیان سلسلہ ٹوٹا ہوا نہ ہو، اس خبر کو خبر متصل کہتے ہیں۔ مخبرین کی تعداد کے لحاظ سے خبر متصل کی تین قسمیں ہیں (۱) خبر متواتر (۲) خبر مشہور و مستفیض (۳) خبر واحد۔

خبر متواتر:۔ خبر دینے والے افراد اتنے زیادہ ہوں کہ عادتاً ان کی بات پر پختہ یقین ہو جائے، کسی قسم کا شبہ نہ رہے تو اسے خبر متواتر کہتے ہیں۔

خبر مشہور و مستفیض:۔ خبر دینے والے افراد ہوں، اور اتنے ہوں کہ ان کی بات پر ظن غالب ملحق بہ یقین ہو جائے، یعنی محکی عنہ کے مطابق نہ ہونے کا احتمال ناشی عن دلیل نہ ہے، ہاں! احتمال بلا دلیل رہے تو اسے خبر مشہور و مستفیض کہتے ہیں۔

خبر واحد:۔ خبر دینے والا فرد واحد ہو۔ یا افراد بھی ہوں تو اتنے نہ ہوں کہ عادتاً ان کی بات پر ظن غالب ملحق بہ یقین ہو سکے، یعنی محکی عنہ کے نہ ہونے کا احتمال ناشی عن دلیل رہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ اس کے سچ ہونے میں شبہ ہو تو اسے خبر واحد کہتے ہیں۔

اصول الشاشی میں ہے:

الخبر علی ثلثة اقسام، ثبت منه بلا شبهة وهو المتواتر، وقسم فيه ضرب شبهة وهو المشهور، وقسم فيه احتمال وشبهة وهو الآحاد (ص۷۴)
خبر کی تین قسمیں ہیں جس خبر سے بات یقینی طور پر ثابت ہو، اس خبر کو متواتر، جس خبر سے ثابت ہونے میں ایک گونہ شبہ رہے، اسے مشہور، اور جس خبر سے ثابت ہونے میں احتمال و شبہ رہے، اسے خبر واحد کہتے ہیں۔

اسی میں ہے:

فالمتواتر مانقله جماعة عن جماعة لا يتصور توافقهم علی الكذب لكثرتهم (۷۴) جس خبر کے مخبرین اتنے زیادہ ہوں کہ سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا متصور نہ ہو۔

حسامی اور نامی میں ہے:

وفی الاصطلاح (الخبر المتواتر) هو خبر جماعة يفيد بنفسه العلم بصدقه (۱۲۸)
اصطلاح میں خبر متواتر اس خبر کو کہتے ہیں جس کے خبر دینے والے اتنے زیادہ ہوں کہ خبر کے سچ ہونے کا یقین ہو جائے۔

اصول الشاشی میں ہے:

ثم المتواتر يوجب العلم القطعی (۷۴) خبر متواتر سے علم یقینی ہوتا ہے۔

مناسب نہیں یہاں ہم اس سوال کا بھی جواب دے دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ علامہ رحمتی نے "تحقیق" کے لئے جماعت متعددہ کی بات کیوں کی؟ کیا جماعت واحدہ کا بیان تحقیق کے لئے کافی نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت واحدہ کے بیان میں تو افق علی الکذب کا احتمال ہے اور جماعت متعددہ میں یہ احتمال نہیں رہتا۔ اسی لئے "بحر الرائق" کی نقل کردہ عبارت میں "مجیئی الخبر وتواتره من کل جانب" کہا گیا ہے، نہ کہ مجیئی المخبرین ۔اسی طرح ایک جگہ اعلیٰ حضرت نے فتاوی رضویہ ۴/۵۵۴ میں "عقود الدریہ" کے حوالے سے استفاضہ شرعی کی وضاحت یوں کی ہے:

"البینة اذا قامت علیٰ خلاف المشهور المتواتر لا تقبل وهو ان یشتهر ویسمع من قوم کثیر لا یتصور اجتماعهم علی الکذب"۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ "استفاضۂ شرعی اس خبر مشہور و متواتر کا نام ہے جو اتنے لوگوں سے مسموع ہو جن کا توافق علی الکذب متصور نہ ہو" ظاہر ہے جب موبائل کی خبریں متعدد جگہوں سے اور اتنے لوگوں سے موصول ہوں جن کا توافق علی الکذب متصور نہ ہو تو بالیقین یہ استفاضۂ شرعی ہے جو کہ حجت شرعیہ ہے۔

سوال: اعلیٰ حضرت نے فتاوی رضویہ میں یہ فرمایا ہے کہ امور شرعیہ دینیہ میں آڑ سے مسموع ہونے والی آواز کا کوئی اعتبار نہیں، لہٰذا تار، ٹیلی فون، موبائل کے ذریعہ موصولہ خبریں کیوں کر معتبر ہوں گی، جب کی یہ خبریں بھی آڑ سے مسموع ہوتی ہیں؟۔

جواب: آڑ سے مسموع ہونے والی آواز کا غیر معتبر ہونا مطلقاً نہیں بلکہ بعض صورتوں میں ہے کہ اعلیٰ حضرت نے طرق اثبات ہلال میں سے ایک طریقہ منادی سلطان کی خبر کو بھی قرار دیا ہے، جو عموماً آڑ سے ہی مسموع ہوتی ہے، اسی طرح توپوں کی آواز سننے کو بھی دلائل ثبوت ہلال میں شمار فرمایا ہے، چناں چہ فرماتے ہیں:

"علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے توپیں سننے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوت ہلال سے گنا۔" (فتاوی رضویہ ۴/۵۵۴)

حوالی شہر کے دیہات والے جو توپوں کی آواز سنیں گے تو آڑ ہی سے سنیں گے تو معلوم ہوا کہ آڑ سے سنائی دینے والی آواز مطلقاً غیر معتبر نہیں، بلکہ اس کا تعلق درباره شہادت ہے اس لئے اعلیٰ حضرت نے جہاں یہ مسئلہ ذکر فرمایا ہے وہیں "فتاوی عالمگیری" کے حوالے سے یہ ذکر فرمایا ہے کہ:

"ولو سمع من وراء الحجاب لا یسعه أن یشهد لاحتمال ان یکون غیره اذا النغمة تشبه النغمة الا اذا کان فی الداخل وحده ودخل وعلم الشاهد أنه لیس فیه غیره ثم جلس علی المسلک ولیس له مسلک غیره فسمع اقرار الداخل ولا یراه لأنه یحصل به العلم وینبغی للقاضی ان فسر ان لا یقبله"۔ (فتاوی رضویہ ۴/۵۲۹)

جس سے صاف واضح ہے کہ آڑ سے مسموع ہونے والی آواز مطلقاً غیر معتبر نہیں۔

سوال: فتاوی رضویہ کی عبارتوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ اگر ثقات وعدول کی ایک جماعت آ کر کہیں کہ فلاں جگہ کے علما نے باقاعدہ شہادت لے کر چاند ہونے کا حکم دیا ہے تو ہر گز معتبر نہ ہوگا۔

جواب: اس کا استفاضہ سے کیا تعلق ہے؟ پھر یہ کہ اگر یہ جماعت بوقت شہادت حاضر عند القاضی تھی اور دوسری جگہ جا کر شہادت دیتے تو یہ شہادت علی القاضی ہوگی جو کہ معتبر ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت "طرق اثبات ہلال" میں فتح القدیر کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"لو شهدوا ان قاضی بلدة کذا شهد عنده اثنان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضیٰ بشهادتهما جاز لهذا القاضی ان یحکم بشهادتهما" (فتاوی رضویہ ۴/۵۵۱)

اور اگر وہ جماعت بوقت شہادت حاضر عند القاضی نہ تھی اور وہ دوسری جگہ جا کر شہادت دیتے تو یہ شہادت معتبر نہ ہوگی خواہ وہ کتنے ہی عدول وثقات ہوں اس لئے کہ یہ نہ تو استفاضہ ہے نہ ہی شہادت علی القضا، بلکہ یہ رویت غیر کی محض حکایت ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت درمختار کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"شهدوا أنه شهد عند قاضی مصر کذا شاهدان برویة الهلال وقضیٰ به ووجد استجماع شرائط الدعوی قضی القاضی بشهادتهما لأن قضاء القاضی حجة وقد شهدوا به، لا لو شهدوا برویة غیرهم لأنه حکایة" (فتاوی رضویہ ۴/۵۴۵)

وهذا ما عندی والعلم عند الله وهو تعالیٰ اعلم

فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۰ص ۱۰۶ میں ہے:

اور اگر کثرت، حد تواتر کو یوں پہنچ جائے کہ عقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم وکافر سب کی مقبول ہے۔

مقدمہ (۳) ــــــــــ: شہادت اگرچہ معتبر ہے مگر چونکہ وہ خبر واحد ہی ہوتی ہے! اس لئے حجت ہونے میں اس کا رتبہ استفاضہ سے کم ہے، اور استفاضہ سے چونکہ ظن غالب ہی ہوتا ہے اگرچہ شہادت سے قوی درجہ کا؛ اس لئے استفاضہ کا رتبہ تواتر سے کم ہوتا ہے۔ اسی لئے جہاں شہادت کار آمد نہیں ہو پاتی ہے، استفاضہ وہاں بھی کار آمد ہو جاتا ہے۔ یوں ہی جہاں استفاضہ کار آمد نہیں ہو پاتا ہے، تواتر وہاں بھی کار آمد ہو جاتا ہے۔

حسامی اور اس کی شرح نامی ج ۲ص ۱۳۰ میں ہے:

(قال عیسی بن ابان) من اصحابنا: انہ دون المتواتر وفوق خبر الواحد یوجب علم الطمانینۃ لا علم یقین .. (وھو) ای ماقال عیسیٰ بن ابان (الصحیح عندنا). ہمارے اصحاب میں سے عیسیٰ بن ابان نے فرمایا ہے کہ خبر مستفیض، درجہ میں تواتر سے کم اور خبر واحد سے بڑھ کر ہوتی ہے؛ کیونکہ اس سے ظن غالب قوی ہی ہوتا ہے، یقین نہیں۔ ہم احناف کے نزدیک یہی صحیح ہے۔

فواتح الرحموت ج ۲ص ۱۱۲ میں ہے:

الخبر المشھور برزخ بین المتواتر والآحاد .

خبر مشہور، خبر آحاد اور خبر متواتر کے درمیان برزخ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری ج ۳ کتاب الشہادات باب الجرح والتعدیل ص ۵۲۹ میں ہے:

''اذا سال جیرانہ واھل محلتہ وھم غیر ثقات فاتفقوا علی تعدیلہ وجرحہ ووقع فی قلبہ انھم صدقوا کان ذلک بمنزلۃ تواتر الأخبار کذا فی المحیط'' کسی گواہ کے پڑوس اور محلّہ میں لوگ غیر ثقہ ہوں اور وہ لوگ متفقہ طور پر اس گواہ کی تعدیل یا جرح کریں تو ان لوگوں کی سچائی پر دل مطمئن ہو جانے کی صورت میں مان لیا جائے گا؛ کیونکہ اتنے سارے لوگوں کا اتفاق تواتر کے قائم مقام (یعنی استفاضہ) ہے۔

مقدمہ (۴) ــــــــــ: یہ بات پہلے ہی بیان ہو چکی ہے کہ اقتضائے قیاس کے مطابق شہادت سے ظن غالب نہ ہونا چاہیے تھا، مگر شریعت نے خلاف قیاس ظن غالب ملحق بہ یقین قرار دیا ہے، اس لئے وہ دلیل وحجت ہے ــــــــ شہادت پر شہادت میں بالواسطہ صراحتاً شہادت ہوتی ہے، اس لئے وہ بھی دلیل وحجت ہے ــــــــ قاضی کا فیصلہ اور اس کے خط میں بالواسطہ ضمناً شہادت ہوتی ہے، اس لئے فقہائے کرام نے خلاف قیاس ان کو بھی دلیل وحجت کے خانوں میں رکھا ہے ــــــــ خبر مستفیض سے محکی عنہ کا ثبوت، ظن غالب قوی ملحق بہ یقین، اور خبر متواتر سے پورے یقین کے طور پر ہو جاتا ہے، تو اپنی اپنی قوتوں ہی کے اعتبار سے وہ بھی دلیل وحجت ہیں۔

مگر واضح رہے کہ شہادت ہو۔یا۔استفاضہ۔یا۔تواتر، ان کے ذریعے جن چیزوں کا ثبوت ہو رہا ہے، وہ چیزیں اگر حجت ہیں تو شہادت، استفاضہ اور تواتر کے ذریعہ حجت کا ثبوت ہوگا جیسے قاضی کا فیصلہ شرعاً حجت ہے تو اگر قاضی کے فیصلہ پر شہادت ہو تو حجت کا ثبوت بہ ظن غالب ہوگا۔ قاضی کے فیصلہ پر استفاضہ ہو تو حجت کا ثبوت بہ ظن غالب قوی ہوگا، اور تواتر ہو تو حجت کا ثبوت یقینی ہوگا۔

فتاویٰ رضویہ ج ۴ص ۵۵۳ میں درمختار کے حوالہ سے ہے:

شھدوا انہ شھد عند قاض مصر کذا شاھدان برویۃ الھلال وقضیٰ بہ، قضی القاضی بشھادتھما لان قضاء القاضی حجۃ ۔ لوگوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس دو آدمیوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی، جس کی بنیاد پر اس قاضی نے چاند کا فیصلہ کر دیا۔ تو ان گواہوں کی گواہی پر چاند کے ثبوت کا فیصلہ کر دیا جائے گا کیونکہ قاضی کا فیصلہ حجت ہے۔

لیکن! اگر وہ چیزیں حجت نہیں ہیں تو شہادت ہو خواہ استفاضہ۔یا۔تواتر، ان کے ذریعے اُن چیزوں کا ثبوت تو ہوگا، مگر حجت شرعیہ کا ثبوت نہیں ہوگا جیسے: کسی شہر میں عوام، مفتی اسلام کے تابع نہ ہوں، از خود روزہ وعید طے کر لیتے ہوں تو شہادت ہو۔یا۔استفاضہ۔یا۔تواتر، ان سے اس شہر کے لوگوں کا روزہ رکھ لینا حسب مراتب ظن غالب۔یا۔ظن غالب قوی۔یا۔یقین کے ساتھ ثابت ہوگا۔ مگر چونکہ اس شہر کے

کریں" ورنہ صاف فرما دیتے کہ زنہار عمل نہ کریں۔ یہ "بے تحقیق" کی قید کیوں لگائی؟

اب آیئے یہ معلوم کریں کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک بے تحقیق خبر کے کیا معنی ہیں تو فرماتے ہیں:

"بے تحقیق خبریں جن کی سند معلوم نہیں اگر چہ تمام اہل شہر کی زبان پر ہو کان رکھنے کے قابل نہیں ہوتیں نہ کہ ان سے کسی حکم شرعی کا اثبات، انصاف کیجئے تار کی یہی حالت ہے۔شہر والے ہرگز یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ اشاعت کن لوگوں کے ہاتھوں سے ہوئی ،تار کے فارم کس نے لکھے، تار بابو کو فارم دینے کون گیا تھا تو وہی رہا: **لا يعلم من اشاعها** اور استفاضہ لغوی کے ساتھ وہ تحقق تحقیق نہ ہوا۔(فتاوی رضویہ ۴/۵۴۴)

لہٰذا مندرجہ بالا فتوی میں اعلیٰ حضرت کا یہ فرمانا کہ "تار کی خبر مجہولین، فساق، بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے ایسی خبر میں شرع نے فرض کیا تھا کہ زنہار بے تحقیق عمل نہ کریں" ۔اس امر کو واضح کر رہا ہے کہ تار کی خبر میں اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ خبر دہندگان مجہول نہ ہوں، معلوم ہوں خبر دہندگان فاسق یا کافر نہ ہوں، غیر فاسق اور غیر کافر ہوں۔ پھر جہاں تک فاسق کی خبر کے غیر معتبر ہونے کی بات ہے تو یہ بھی مطلقاً نہیں بلکہ جب قاضی یا مفتی کو اس کی خبر پر تحری صدق نہ ہو اور اگر اس کی خبر پر تحری صدق ہو تو معتبر ہے ،جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے:

"صحیح یہ ہے کہ مسلمان اگر چہ فاسق ہو اہل شہادت ہے مگر اس کی شہادت قبول کرنی ناجائز ہے سوا اس حالت کے کہ اس کے بارے میں حاکم کو تحری صدق ہو کہ یہ بھی تبیین میں داخل ہے کما قال تعالیٰ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾ جب مفتی اہل فتوی کو ان کے بارے میں تحری صدق ہو تو اس کا حکم حجت شرعیہ ہے رمضان فطر واجب ہو جائیں گے اور اس کے حکم کے بعد عوام میں کسی کو خلاف گنجائش نہ ہوگی"۔(فتاوی رضویہ ۴/۵۶۷)

اعلیٰ حضرت کے دور میں ٹیلی فون کا جو حال تھا قریب قریب تار جیسا تھا یعنی جس طرح تار کی خبر میں وسائط کثیرہ ہوا کرتے ہیں،اسی طرح ٹیلی فون کی خبر میں بھی وسائط ہوا کرتے تھے۔اس لئے اعلیٰ حضرت کے فتاوی میں عام طور پر ٹیلی فون کا وہی حکم دیا گیا جو تار کا تھا پھر یہ کہ تار ہو کہ ٹیلی فون یا موبائل اگر ان کے ذریعہ موصولہ خبر حد شہرت کو نہ پہونچتی ہو تو یہ مطلقاً غیر معتبر ہے اس لئے کہ نہ تو یہ شہادت ہے نہ استفاضہ اور اگر حد شہرت کو پہونچتی ہو مگر بے تحقیق ہو تو یہ بھی غیر معتبر ہے اور افواہ ہے اور اگر حد شہرت کو پہونچتی ہو اور بے تحقیق نہ ہو بلکہ باتحقیق ہو تو یہ استفاضہ شرعی ہے اور معتبر ہے۔موبائل کا حال ٹیلی فون سے کافی مختلف ہے اس میں وسائط نہیں ہوتے مخبر کی خبر براہ راست موصول ہو جاتی ہے یہ خبر" **لا يعلم من اشاعها** " کی منزل میں نہیں ہوتی ہے۔لہٰذا اگر مختلف جگہوں سے رویت ہلال کی خبریں موصول ہوں اور باتحقیق ہوں تو یہ استفاضہ شرعی ہو جائیں گے۔

اب آیئے ہم یہاں اعلیٰ حضرت کے ایک اور فتوی سے مزید اس بات کی وضاحت کر دیں کہ استفاضہ شرعی کے لئے علامہ رحمتی کا بیان کردہ معنی شرط لازمی کی حیثیت نہیں رکھتا۔فتاوی رضویہ میں ہے:

"دس بیس جگہوں سے آنا کافر یا فاسق یا مجہول کی خبر کو معتبر شرعی نہ کر دے گا نہ یہاں حد تواتر تک پہونچنا معقول کہ دس نہیں ہزار جگہ سے تار آئیں ہم کو تو ایک ہی تار گھر سے ملیں گے اور کہیں دو چار بھی ہوئے تو یہ تواتر نہیں"۔(فتاوی رضویہ ۴/۵۴۸)

تو اگر جائے ثبوت کی متعدد جماعتوں کا آکر بیان دینا استفاضہ شرعی کے لیے ضروری ہوتا تو یہ کیوں فرماتے۔لہٰذا اس سے بھی معلوم ہوا کہ مخبرین کی جماعت متعددہ کا آکر بیان دینا استفاضہ شرعی کے لئے کوئی بنیادی امر نہیں ہے بلکہ بنیادی امر یہ ہے کہ مخبرین کی جماعت متعددہ کی خبریں ہوں خواہ براہ راست آکر بیان دیں یا آکر بیان نہ دیں چناں چہ ایک جگہ اعلیٰ حضرت "بحرالرائق" کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:

"**وفي البحر عن الفتح والحق ان العبرة لمجئ الخبر وتواترهم من كل جانب**" . (فتاوی رضویہ ۴/۵۳۷)

اس میں ہر جانب سے خبروں کے آنے کی بات کہی گئی ہے نہ کہ مخبرین کی جماعات متعددہ کے آکر بیان دینے کے بعد لہٰذا تواتر اخبار اگر محقق ہو جائیں اور بے سروپا نہ ہوں تو شرعاً معتبر ہو جائیں گی ۔**وهذا مانحن فيه**۔

لہٰذا یکلخت موبائل کے ذریعہ موصولہ خبروں کو مسترد اور بے اعتبار قرار دینا قطعی

لوگوں کا روزہ رکھ لینا شرعاً حجت نہیں ہے،اس لئے حجت شرعی کا ثبوت نہیں ہوگا۔

فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۵۵۳ میں ہے:

ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی قابل قبول نہیں کہ اس سے کسی حجت شرعیہ کا ثبوت نہ ہوا۔

مقدمہ (۵)_______: روزہ وعید کا مدار در اصل نئے چاند پر ہے۔ اکمال مدت سے نئے چاند کا وجود یقینی طور پر ہو جاتا ہے اس لئے اکمال مدت کے بعد کچھ کرنے، سوچنے کی ضرورت نہیں۔ اکمال مدت سے پہلے انتیسویں تاریخ کو نئے چاند کا وجود وعدم دونوں برابر ہوتا ہے اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم رویت سے متعلق کردیا ہے۔ارشاد ہے: **صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته** ۔چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ چھوڑو۔مگر سب کے لئے دیکھ پانا کہاں ممکن ہے؟اس لئے ان کے چاند دیکھنے کا ثبوت بذریعہ خبر ہی ہوسکتا ہے۔اب خبر چاہے تواتر کے طور پر ہو۔یا۔استفاضہ کے طور پر۔یا۔شہادت کے طور پر۔یا۔خبر محض کے طور پر،سب سے مقصود چاند دیکھے جانے ہی کو ثابت کرنا ہوگا، اور ان میں فرق وامتیاز قوت اثبات کا ہوگا۔یعنی تواتر سے یقینی طور پر ثابت ہوگا،شہادت اور استفاضہ سے ظن غالب ملحق بہ یقین کے طور پر_______پھر شہادت واستفاضہ میں بھی فرق قوت اثبات ہی کا ہوگا۔یعنی شہادت سے ظن غالب ملحق بہ یقین ہوگا،استفاضہ سے ظن غالب قوی ملحق بہ یقین،اور خبر محض سے ظن غالب ملحق بہ یقین نہیں ہوگا۔

مقدمہ (۶) خبر محض کی صورت میں چونکہ شک رہتا ہے اس لئے روزہ کا چاند دیکھے جانے کا ثبوت کے لئے بھی شریعت نے اسے مطلقاً حجت نہیں مانا ہے بلکہ اس کے لئے کچھ قیود وشرائط لگائے ہیں_______شہادت میں ظن غالب ملحق بہ یقین ہو جاتا ہے،اس لئے شریعت نے اسے عید کا چاند دیکھے جانے کا ثبوت کے لئے بھی دلیل وحجت کے طور پر تسلیم کیا ہے _______ شہادت پر شہادت میں بالواسطہ چاند دیکھے جانے ہی کی شہادت صراحتاً ہوتی ہے، اس لئے شریعت نے اسے بھی دلیل وحجت قرار دیا ہے _______ قاضی کا فیصلہ اور اس کا خط،اسی طرح ندائے سلطانی میں بالواسطہ چاند دیکھے جانے ہی کی شہادت ضمناً ہوتی ہے،اس لئے شریعت نے ان کو بھی دلیل وحجت کے خانوں میں رکھا ہے _______ یہی حال خبر مستفیض اور خبر متواتر کا بھی ہے کہ خبر مستفیض سے چاند دیکھے جانے کا ثبوت ظن غالب قوی ملحق بہ یقین ،اور خبر متواتر سے یقین کے طور پر ہو جاتا ہے،تو شریعت نے اُن کو اُن کی قوت ہی کے اعتبار سے دلیل وحجت قرار دیا ہے۔

درج بالا مقدمات کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب اپنے سوال کا اصل جواب ملاحظہ فرمایئے کہ:

(۱) : گواہی دینے والے گواہی لینے والوں کے سامنے موجود ہوں اور ٹیلی فون۔یا۔موبائل کے ذریعہ گواہی دیں تو حسب شرائط ان کی گواہی سے روزہ وعید کے چاند کا ثبوت ہوسکتا ہے۔

فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ ص ۳۷۰ میں ہے:

اگر وہ (گواہی دینے والا) اس (گواہی لینے والے) کے پیش نظر ہے جسے دوبدو آمنے سامنے سے تعبیر کرتے ہیں یعنی اس کی دونوں آنکھیں اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہوں،ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہو اور ٹیلی فون کا واسطہ صرف بوجہ آسانی آواز رسانی کے لئے ہو کہ اتنی دور سے آواز پہونچنا دشوار تھا،تو اس صورت میں اس کی بات جس حد تک شرعاً معتبر ہوتی، اب بھی ہوگی۔مثلاً خود اپنی رویت کی شہادت ادا کرے تو مانی جائے گی اگر وہ مقبول الشہادت ہے۔

(۲):اسی طرح ٹیلی فون یا موبائل کے ذریعہ استفاضہ کا تحقق ہو جائے تو بھی روزہ وعید کے چاند کا ثبوت ہوسکتا ہے۔مثلاً:

(الف) جس شہر میں لوگ سنی صحیح العقیدہ عالم دین کے فیصلے پر ہی روزہ وعید کرتے ہیں، اس شہر سے اتنے زیادہ معلوم لوگ معلوم نمبروں کے ٹیلی فونوں اور موبائلوں کے ذریعہ خبر دیں کہ یہاں سنی حضرات نے بربنائے رویت روزہ رکھا ہے۔ یا۔عید کر رہے ہیں بلکہ احتیاطاً اپنی طرف سے بھی ان نمبروں پر فون کرکے مزید اطمینان کرلیا جائے کہ انہیں لوگوں نے ٹیلی فون اور موبائل پر خبر دی ہے۔اسی طرح دوسرے معلوم

خبروں پر بھی فون کر کے تصدیق حاصل کر لی جائے جس سے چاند ہو جانے کا ظن غالب قوی ملحق بہ یقین ہو جائے۔

فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ ص ۱۵ ۳ تا ۳۱۷ میں ہے:

جس اسلامی شہر میں...... قاضی شرع نہیں، تو مفتی اسلام مرجع عوام و متبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ و عیدین اسی کے فتوے سے نفاذ پاتے ہیں.... وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب بیک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی.... یہ خبر اگر چہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت، نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتاب قاضی پر شہادت، مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بہ غلبۂ ظن ملتحق بالیقین وہاں رویت و صوم و عید کا ہونا ثابت ہوگا۔ اور جبکہ وہ شہر اسلامی اور احکام حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے، تو مظنون ہوگا کہ امر بحکم واقع ہوا، تو اس طریقہ سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ہے (ضمناً) ثابت ہو جائے گی۔

ردالمحتار میں ہے: **هذه الاستفاضة ليس فيها شهادة على قضاء قاض ولا على شهادة لكن لما كانت بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها لان البلدة لا تخلو عن حاكم شرعي عادة فلابد من ان يكون صومهم مبنيا على حكم حاكمهم الشرعي فكانت تلك الاستفاضة بمعنى نقل الحكم المذكور.**

اسی میں ہے: قال الرحمتي معنى الاستفاضة ان تاتي من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن روية، لا مجرد الشيوع الخ.

منحۃ الخالق والوسنان میں ہے: لما كانت الاستفاضة بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها لان المراد بلدة فيها حاكم شرعي كما هو العادة في البلاد الاسلامية فلابد ان يكون خبرهم مبنيا على حكم حاكمهم الشرعي فكانت تلك الاستفاضة بمعنى نقل الحكم المذكور. ..... دربارۂ استفاضہ یہ تحقیق علامہ شامی

کی ہے اور اس تقدیر پر وہ شرائط ضرور ہیں کہ صوم و عید بر بنائے حکم حاکم شرع عالم متبع احکام ہوا کرتا ہو۔

(ب) اسی طرح سنی صحیح العقیدہ متدین عالم دین کے ثبوت ہلال کا فیصلہ کرنے کی خبر دیں تو اس استفاضہ کا تحقق ہو جائے گا جو شرعاً حجت ہے۔

فتح القدیر ج ۲ ص ۲۴۳ پھر بحرالرائق ج ۲ ص ۲۷۰ اور منحۃ الخالق والوسنان للعلامۃ الشامی ص ۲۵۲ میں ہے:

ولو شهدوا ان قاضي بلدة كذا شهد عنده اثنان برؤية الهلال في ليلة كذا وقضى بشهادتهما جاز لهذا القاضي ان يحكم بشهادتهما لان قضاء القاضي حجة وقد شهدوا به انتهى. اگر لوگوں نے یہ گواہی دی کہ قاضی کے پاس دو آدمیوں نے فلاں رات چاند دیکھنے کی گواہی دی اور قاضی نے ان دونوں کی گواہی پر چاند ہو جانے کا فیصلہ کر دیا تو اب مان لیا جائے گا کیونکہ قاضی کا فیصلہ دلیل شرعی ہے اور ان لوگوں نے اسی کی گواہی دی۔

فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ کے ص ۳۷۹ میں ہے:

جس شہر میں قاضی شرع ہو اور اسی کے حکم سے وہاں روزہ و عید ہوا کرتے ہوں، وہاں سے لوگ گروہ کے گروہ آئیں اور بالاتفاق اس حاکم شرع کا حکم بیان کریں، (تو استفاضہ شرعی متحقق ہو جائے گا)

(ج) یونہی یہ بتائیں کہ وہاں ہمارے سامنے لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے تو بھی استفاضۂ شرعی متحقق ہوگا۔

فتاوی رضویہ ہی میں ہے:

اور ایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعات کثیرہ آئیں اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے جن کا بیان مورث یقین شرعی تھا۔ ظاہر اُس تقدیر پر وہاں کسی حاکم شرع کا ہونا ضروری نہیں کہ رویت فی نفسہا حجت شرعیہ ہے۔ (۳۱۷)

(د) ایسے ہی اپنی رویت کی خبر دیں، تو بھی استفاضۂ شرعی کا تحقق ہو جائے گا؛

کیونکہ جب دوسروں کے تعلق سے یہ کہنے پر کہ وہاں لوگ اپنی آنکھوں سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے، استفاضۂ شرعی کا تحقق ہوجاتا ہے تو اپنے بارے میں یہ کہنے سے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے تو بدرجۂ اولیٰ استفاضۂ شرعی کا تحقق ہوجائے گا۔

شبہ(۱):۔ اعلیٰ حضرت نے ٹیلی گرام کی خبر سے استفاضۂ شرعی کا تحقق تسلیم نہیں کیا ہے تو ٹیلی فون اور موبائل سے کیسے تحقق ہوجائے گا؟

ازالۂ شبہ: اعلیٰ حضرت نے تار سے استفاضۂ شرعی کا تحقق نہ ہونے کی وجہیں یہ بیان کی ہیں:

(الف): جو چاہے تار گھر میں جائے اور جس کے نام سے چاہے تار دے آئے، وہاں نام اور نسب کی کوئی تحقیقات نہیں ہوتی۔ بالفرض اگر اصل خبر میں کوئی خلل شرعی نہ ہو، تاہم اس کا جامۂ اعتبار تار میں آکر یکسر تار تار، کہ وہ بیان ہم تک اصالۃً نہ پہونچا، بلکہ نقل در نقل ہوکر آیا۔ (فتاوی رضویہ ۱۰/۳۳)

(ب): نہ یہاں حد تواتر تک پہونچنا معقول کہ دس نہیں ہزار جگہ سے تار آئیں، ہم کو تو ایک ہی تار گھر سے ملیں گے۔ اور کہیں دو چار بھی ہوئے تو یہ تواتر نہیں۔ (۳۲۹)

(ج): یہاں اگر متعدد جگہ سے خط یا تار آئے بھی تو اطلاً وہ ان وجوہ ناجوازی سے جنہیں ہم نے فتاوی میں مفصلاً ذکر کیا، ہرگز بیان مقبول کے سلسلے میں نہیں آسکتے۔ ڈاک کے منشی، تار کے بابو، چٹھی رساں اکثر کفار یا عموماً مجاہیل یا فساق فجار ہوتے ہیں، اور بفرض باطل آئیں بھی تو یہ تعدد مجبر عنہ میں ہوا نہ کہ مخبرین میں کہ یہاں تار لینے والے بابو اگر مسلمان ثقہ ہوں بھی تو ہرگز اتنی جماعت متعددہ نہ ہوں گی جن کی اخبار پر یقین شرعی حاصل ہو۔ بلکہ عامۂ بلاد میں صرف وہ ایک ہی تار گھر ہوتے ہیں اور صدر ڈاک خانہ تو ایک ہی ہوتا ہے اگر چہ بڑے شہر میں تقسیم کے لئے دو چار برانچ اور بھی ہوں (۳۲۷)

اور ظاہر ہے کہ سطور بالا میں موبائل اور جن ٹیلی فونوں کا، اور جس طرح ان سے ملی ہوئی خبروں پر اطمینان وتصدیق کا تذکرہ ہوا، ان میں وہ باتیں جو امام احمد رضا نے ٹیلی گرام کے تعلق سے بیان فرمائی ہیں، نہیں پائی جاتی ہیں۔ موبائل اور ان ٹیلی فونوں سے خبر نہ تو نقل در نقل ہوکر آتی ہے اور نہ ہی دو چار ہی واسطوں سے ہم تک پہونچتی ہے۔

شبہ(۲): اعلیٰ حضرت نے ٹیلی فونوں کی خبر کو بھی امور شرعیہ میں نامعتبر قرار دیا ہے تو اس سے استفاضۂ شرعیہ کا تحقق کیسے ہوجائے گا؟

ازالۂ شبہ: پہلی بات تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے زمانہ کو تو سو سال ہوگئے، آج سے تیس پینتیس سال پہلے بھی ٹیلی فون سے خبر کی یہ صورت نہیں تھی جو صورت آج ہے۔ اس وقت ٹیلی فون سے بات کرنے کے لئے پہلے مقامی ایکسچینج میں کال بک کرانی پڑتی تھی۔ پھر مقامی ایکسچینج دوسرے ایکسچینج سے رابطہ کرتے تھے، اس کے بعد وہ ایکسچینج اس ٹیلی فون سے رابطہ کرنے کے بعد بطرز معکوس ٹیلی فون کرنے والے سے بات کراتے تھے جس میں بسا اوقات گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اور اب ٹیلی فون ہو یا موبائل ان سے بات کرنے کے لئے ان واسطوں کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ آپ جن سے بات کررہے ہوتے ہیں ان کا نمبر آپ کی نگاہ میں اور جو آپ سے بات کررہا ہوتا ہے آپ کا نمبر ان کے سامنے ہوتا ہے۔ بلکہ دونوں جانب تھری جی سم کارڈ ہوں تو آپ ان کو اور وہ آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اعلیٰ حضرت نے ٹیلی فون کے ذریعہ بیان کو استفاضۂ خبر کے تعلق سے نامعتبر نہیں قرار دیا ہے، بلکہ شہادت لینے والے اور شہادت دینے والے دو جدو نہ ہوں تو ٹیلی فون کے ذریعہ شہادت کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔

فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ ص ۳۶۷ میں ہے:

تار کی حالت ٹیلی فون درکنار، خط سے بھی بہت گری ہے..... اور علما تصریح فرماتے ہیں کہ خط بھی معتبر نہیں..... تو شرعاً تار پر عمل کیوں کر ممکن ؟ یونہی ٹیلی فون کہ اس میں **شاہد و مشہود** نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے۔

اسی میں ص ۳۷۰ پر ہے:

ٹیلی فون دینے والا اگر سننے والے کے پیش نظر نہ ہو تو امور شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگر چہ آواز پہچانی جائے کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ اگر وہ **شہادت** دے معتبر نہ ہوگی۔

لیکن گواہی لینے والے اور گواہی دینے والے ایک دوسرے کو دیکھ رہے

ہوں تو ٹیلی فون کے ذریعہ شہادت کو بھی معتبر قرار دیا ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۰ص ۳۷۰ کے حوالہ سے یہ عبارت جو اوپر کی عبارت سے بالکل متصل ہے گذر چکی ہے:

ہاں! اگر وہ اس کے پیش نظر ہے جسے دوبدو، آمنے سامنے سے تعبیر کرتے ہیں، یعنی اس کی دونوں آنکھیں اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہوں، ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہو اور ٹیلی فون کا واسطہ صرف بوجہ آواز رسانی کے لئے ہو کہ اتنی دور سے آواز نہ پہنچنا دشوار تھا، تو اس صورت میں اس کی بات جس حد تک شرعاً معتبر ہوتی اب بھی ہوگی۔ مثلاً خود اپنی رویت کی شہادت ادا کرے تو مانی جائے گی اگر وہ مقبول الشہادت ہے۔

شبہ(۳): مصنف بہار شریعت حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے فتاوی امجدیہ میں فرمایا ہے کہ:

ٹیلی فون اور ریڈیو کی خبریں اس باب میں نا قابل اعتبار ہیں کہ ان سے کسی چیز کا ثبوت شرعی نہیں ہوتا۔ ایسی خبروں سے نہ روزہ رکھا جائے نہ عید کی جائے گی۔ ان خبروں کو نہ شہادت شمار کیا جا سکتا ہے نہ ان کو استفاضہ میں داخل کیا جا سکتا ہے۔

ازالۂ شبہ: بلاشبہ حضرت صدر الشریعہ کے زمانہ میں ٹیلی فون سے خبریں جس طور سے موصول ہوتی تھیں ان سے استفاضہ کا تحقق نہیں ہو سکتا تھا مگر آج صورت حال یکسر بدلی ہوئی ہے جیسا کہ شبہ(۲) کے جواب میں مذکور ہو چکا ہے اس لئے اس زمانہ کے حکم کا اطلاق آج کے دور میں نہیں ہوگا۔

شبہ(۴): شامی میں علامہ رحمتی کے حوالہ سے استفاضہ کی جو تعریف کی گئی ہے، اس میں **ان تاتی من تلک البلدۃ** کے الفاظ ہیں اور امام احمد رضا نے "آئیں" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جبکہ موبائل اور ٹیلی فون کی خبروں میں خبر دینے والا "آتا" نہیں ہے، تو ٹیلی فون کی خبروں پر استفاضہ خبر کی تعریف کیسے صادق آئے گی؟

ازالۂ شبہ: علامہ رحمتی کا استعمال کردہ لفظ **ان تاتی** اور امام احمد رضا کا استعمال کردہ لفظ "آئیں" استفاضہ کی ماہیت میں داخل نہیں، بلکہ تحقق کی ایک صورت ہے۔ کیونکہ خبر کی تعریف ہے: حکایۃ عنہ کی حکایت۔ اس میں "آنا" شامل نہیں ہے۔ اسی طرح خبر دینے والوں کے اعتبار سے اس کے اقسام خبر واحد، خبر مستفیض اور خبر متواتر کی تعریفات میں بھی مخبرین کا "آنا" شامل نہیں ہے (مقدمہ ۱) تو خبر واحد ہو، مستفیض ہو۔ یا۔ متواتر، کسی کی بھی ماہیت میں "آنا" داخل نہیں ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ جب کسی گواہ کے پڑوس اور محلہ میں غیر ثقہ لوگ ہی رہتے ہوں اور قاضی کا آدمی جا کر ان ہی لوگوں سے اس گواہ کی ثقاہت کے بارے میں دریافت کرے اور وہ لوگ بالاتفاق اس کی تعدیل یا جرح کریں تو استفاضہ کا تحقق ہو جاتا ہے۔ حالاں کہ اس صورت میں "آنا" نہیں پایا جاتا ہے۔

فتاوی عالم گیری ج ۳ کتاب الشہادات باب الجرح والتعدیل ص ۵۲۹ میں ہے:

اذاسأل جیرانہ واھل محلتہ وھم غیر ثقات فاتفقوا علی تعدیلہ او جرحہ ووقع فی قلبہ انھم صدقوا کان ذلک بمنزلۃ تواتر الاخبار کذافی المحیط۔ کسی گواہ کے پڑوس اور محلہ میں لوگ غیر ثقہ ہوں اور وہ لوگ متفقہ طور پر اس گواہ کی تعدیل یا جرح کریں تو ان لوگوں کی سچائی پر دل مطمئن ہو جانے کی صورت میں مان لیا جائے گا، کیونکہ اتنے سارے لوگوں کا اتفاق تواتر کے قائم مقام (یعنی استفاضہ) ہے۔

مطلع صاف ہونے کی صورت میں فقہائے کرام جمع عظیم کا اپنی رویت کی خبر دینا جس سے استفاضہ متحقق ہو جائے ضروری قرار دیتے ہیں، لیکن! جمع عظیم کا اطلاق کتنے افراد پر ہوگا؟ اس سلسلہ میں امام محمد علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ قاضی کو جتنے لوگوں کے بیان پر اعتماد ہو جائے۔ صاحب بحر الرائق نے اسی کو حق کہا ہے اور امام ابو یوسف سے بھی ایک روایت یہی نقل کی ہے اور فرمایا ہے کہ: ہر طرف سے مسلسل "مخبر آئے" یہ نہیں فرمایا ہے کہ "لوگ آ کر مخبر دیں۔"

چنانچہ منحۃ الوسنان ص ۲۳۳ میں ہے:

واذا لم یکن فی السماء علۃ اشترط لھلال رمضان والفطر جمع عظیم یقع العلم الشرعی وھو غلبۃ الظن بخبرھم .... ھذا ظاھر الروایۃ ولم یقدر فیھا الجمع العظیم بشئ .... وعن محمد تفویضہ الیٰ رأی الامام قال فی البحر والحق ماروی عن محمد وابی یوسف ایضا ان العبرۃ لتواتر الخبر ومجیئہ من کل جانب انتھی

وذکر الشرنبلالی وغیرہ تبعا للمواھب ان الاصح روایۃ تفویضہ الی رأی الامام۔ مطلع صاف ہو تو رمضان کا چاند ہو یا عید کا چاند، سب کے ثبوت کے لئے اتنی بڑی جماعت کا دیکھنا شرط ہے جس کی خبر سے یقین شرعی یعنی ظن غالب ہو جائے۔ جماعت میں کتنے لوگ ہوں؟ ظاہر الروایۃ میں تعداد متعین نہیں کی گئی ہے۔ امام محمد سے مروی ہے کہ قاضی کو ظن غالب جتنے لوگوں کی باتوں سے ہو جائے۔ بحرالرائق میں ہے کہ حق وہی ہے جو امام محمد اور امام ابو یوسف سے بھی مروی ہے یعنی ہر جانب سے مسلسل خبر آئے۔ شرنبلالی نے مواہب کی اتباع میں قاضی کے ظن غالب ہی کو زیادہ صحیح ٹھہرایا ہے۔

بحرالرائق ج ۲ ص ۲۶۹ میں ہے:

وعن محمد مااستکثرہ الحاکم فھو کثیر وما استقلہ فھو قلیل۔ امام محمد سے مروی ہے کہ قاضی جس جماعت کو بڑی جماعت سمجھے وہ بڑی جماعت ہے اور جس جماعت کو چھوٹی جماعت سمجھے وہ چھوٹی جماعت۔

کسی مقام پر بہت سے لوگ موجود ہوں اور دو چار کو چھوڑ کر سب چاند دیکھ لیں اور خبر دیں تو کیا ان دو چار کے حق میں مخبرین کی تعداد کے لحاظ سے تواتر۔ یا۔ خبر مستفیض کا تحقق نہیں ہو جاتا ہے؟ حالاں کہ یہاں مخبرین کا ''آنا'' نہیں پایا جاتا ہے کیونکہ خبر دینے والے اور جن کو خبر دی جارہی ہے سب پہلے ہی سے ایک ہی جگہ موجود ہیں۔ چنانچہ صاحب فتح القدیر اور ان کے حوالہ سے صاحب بحرالرائق نے پھر ان کے حوالہ سے علامہ شامی اور علامہ شامی کے حوالہ سے امام احمد رضا نے فرمایا ہے: **ان العبرۃ بمجئ الخبر وتواترہ من کل جانب۔** تو معلوم ہوا کہ 'خبر مستفیض' کے 'تحقق' کے لئے مخبرین کا 'آنا' ضروری نہیں ہے ـــــ ہاں! علامہ رحمتی نے ایک مقام کی بات دوسرے مقام تک بذریعہ خبر مستفیض پہونچنے کے لئے **ان تاتی** کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور امام احمد رضا نے اسی کا ترجمہ '' آئیں'' کے لفظ سے کیا ہے۔ کیونکہ علامہ رحمتی کے زمانے میں مخبرین کے آئے بغیر ایک مقام کی خبر دوسرے مقام تک اسی طرح پہونچ سکتی تھی۔ اس لئے اس امر واقعی کے اعتبار سے علامہ رحمتی نے **ان تاتی** اور امام احمد رضا نے '' آئیں'' کے الفاظ استعمال فرمائے۔ جیسے قرآن کریم نے سود کھانے کی ممانعت فرماتے ہوئے اس زمانہ میں عرب کے دستور کے پیش نظر **لاتاکلوا الربوا اضعافا مضاعفا** فرمایا۔ یہ نہیں کہ **اضعافا مضاعفا** نہ ہو تو سود کھانے کی ممانعت نہیں ہے۔

''آنا'' استفاضہ کی ماہیت میں داخل ہوتا تو امام احمد رضا کو ''ٹیلی گرام'' سے استفاضہ متحقق نہ ہونے کے سلسلہ میں سطروں کی سطریں روشن کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بس 'آنا' کے فقدان پر تنبیہ کر دینا کافی تھا۔ کیونکہ استفاضہ متحقق نہ ہونے کے لئے 'آنا' کے فقدان سے بڑھ کر تو کیا؟ اس کے برابر بھی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ جیسے فرض کیجیے:

اسم کی ماہیت میں 'زمانہ سے مقترن ہونا' داخل ہو اور کوئی شخص لفظ 'کھائے گا' اور لفظ 'کل' میں ایک گونہ مشابہت یعنی زمانہ پائے جانے کی بنا پر لفظ 'کل' میں بھی فعلیت کا تحقق ثابت کرے، تو اس کے رد کے لئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ لفظ 'کل' کا مادہ ہی زمانے کو بتاتا ہے، اس میں 'زمانہ سے اقتران' نہیں ہے۔ اس کے لئے صفحات کے صفحات سیاہ کرنے کی ضرورت ہرگز نہیں۔ کیونکہ فعلیت متحقق نہ ہونے کے لئے 'اقتران زمانہ' کے فقدان سے بڑھ کر تو کیا؟ اس کے برابر بھی کوئی بات نہیں ہو سکتی ـــــ لیکن! کوئی شخص 'اقتران زمانہ' کا فقدان نہ دکھا کر صفحات کے صفحات سیاہ کرے تو یہی سمجھا جائے گا کہ اس کے نزدیک اسم کے لئے 'اقتران زمانہ' ضروری نہیں ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ امام احمد رضا نے تار سے موصول شدہ خبروں کے ذریعہ استفاضہ متحقق نہ ہونے کے سلسلہ میں 'آنا' کے فقدان پر تنبیہ نہ کر کے سطروں کی سطریں روشن کی ہیں تو معلوم ہوا کہ امام احمد رضا کے نزدیک بھی استفاضہ متحقق ہونے کے لئے 'آنا' ضروری نہیں ہے۔

اس سے بھی واضح بات یہ کہ امام احمد رضا نے مرزا غلام احمد قادیانی، مولانا قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی کی کفری عبارتوں کو متواتر قرار دے کر ان کی تکفیر فرمائی ہے۔ تو کیا بہت سے لوگوں نے ان حضرات کو وہ عبارتیں لکھتے ہوئے دیکھے۔ یا۔ ان کی زبانی لکھنے کا اقرار سننے کے بعد امام احمد رضا کے پاس آ کر یہ خبر دی تھی کہ آپ کے نزدیک وہ عبارتیں متواتر ہو گئی تھیں؟

شبہ (۵): علامہ شامی نے ردالمحتار میں استفاضہ کی تعریف علامہ رحمتی کے حوالہ

[illegible]
درگروہ' کے الفاظ سے کیا ہے۔ جبکہ موبائل اور ٹیلی فون میں جماعت یا گروہ کا تصور ہی نہیں ہوسکتا تو اس سے استفاضہ شرعی کا تحقق کیسے ہوجائے گا؟

ازالۂ شبہ: خود علامہ شامی نے **منحۃ الخالق** میں استفاضہ کی جو مراد بتائی ہے اس میں "**جماعات متعددون**" کے بجائے **الواردین** کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ چنانچہ ج ۲ ص ۲۷۰ مطبوعہ رشیدیہ پاکستان میں ہے:

اعلم ان المراد بالاستفاضۃ تواتر الخبر من الواردین من بلدۃ الثبوت الی بلدۃ التی لم یثبت بھا، لامجرد الاستفاضۃ لانھا قد تکون مبنیۃ علی اخبار رجل واحد مثلاً فیشیع الخبر عنہ ولاشک ان ھذا لایکفی بدلیل قولھم اذا استفاض الخبر وتحقق فان التحقق لایکون الا بما ذکرنا. استفاضہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ خبر صرف مشہور ہوجائے، کیونکہ کبھی ایک آدمی کی بات بھی مشہور ہوجاتی ہے بلکہ جس شہر میں چاند کا ثبوت ہوگیا ہے، اس شہر سے آنے والوں کے ذریعہ لگاتار خبر موصول ہو تبھی استفاضہ متحقق ہوگا۔

تو معلوم ہوا کہ 'جماعت' ہو۔ یا 'گروہ' اس سے مقصود یہ ہے کہ مخبرین اتنی تعداد میں ہوں کہ ان کی خبروں سے ظن غالب قوی ہوجائے۔ اور یہ مقصود مخبرین کی اتنی تعداد جن پر 'جماعات متعددہ' اور 'گروہ درگروہ' صادق آئے، کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ مقصود نہیں ہے کہ مخبرین آئیں۔ یا۔ سارے مخبرین ایک ساتھ ہی خبر دیں۔ لہٰذا ٹیلی فون اور موبائل پر اتنے لوگ خبر دیں جن پر جماعات متعددہ اور گروہ درگروہ صادق آئے اور قاضی کو ظن غالب قوی ملحق بالیقین ہوجائے تو اس استفاضہ کا تحقق ہوجائے گا جو شرعاً حجت ہے۔

شبہ (۲): خبر مستفیض خبر متصل کی قسم ہے اور اتصال کے لئے لقاء و صل بالفعل خواہ بالامکان ضروری ہے جبکہ ٹیلی فون اور موبائل کی خبروں میں خبر دینے والے اور خبر پانے والے میں لقاء و صل نہیں ہوتا ہے تو ٹیلی فون اور موبائل سے ملنے والی خبر متصل ہی نہیں ہوگی اور جب متصل ہی نہیں ہوگی تو مستفیض کیسے ہوسکے گی؟

ازالۂ شبہ: لقاء و صل نہ بیع و شراء کی طرح کوئی عقد ہے کہ مجلس بدلنے سے اس کا حکم بدل جائے، نہ شہادت کی طرح کوئی چیز کہ دو بدو یعنی اس کی آنکھوں کا اُس کی آنکھوں کے سامنے اور اُس کی آنکھوں کا اس کی آنکھوں کے سامنے ہونا لازمی ہو۔ بلکہ یہ دیکھنے اور سننے کی طرح ہے۔ جس طرح چشمہ اور ایرفون کے بغیر محض آنکھ اور کان سے دیکھا اور سنا جاتا ہے اسی طرح چشمہ اور ایرفون کے ذریعہ بھی دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چشمہ اور ایرفون کے ذریعہ دیکھ، سن کر بھی گواہی مقبول ہوجاتی ہے ______

یوں ہی لقاء و صل ہے کہ جس طرح ٹیلی فون اور موبائل کے بغیر لقاء و صل ہوتا ہے اسی طرح ٹیلی فون اور موبائل کے ذریعے بھی لقاء و صل ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے ٹیلی فونی بات چیت کے لئے بھی عربی زبان میں لقاء و صل ہی کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔

چنانچہ القاموس الجدید عربی سے اردو میں ہے:

تلقی مکالمۃ تیلیفونیۃ ۔ ٹیلی فون کال وصول کرنا۔

اور القاموس الجدید اردو سے عربی میں ہے:

ٹیلی فون پر بات چیت کرنا ۔ **اجراء اتصال ھاتفی معا الاتصال باحد تیلیفونیا.**

ٹیلی فون پر رابطہ قائم کرنا ۔ **اتصل بہ تیلیفونیا.**

ٹیلی فون پر ملاقات کرنا ۔ **وصل باحد تیلیفونیا.**

ٹیلی فون ۔ **اتصل بالمسرۃ مع فلان ـــــ الاتصال باحد تیلیفونیا.**

اس لئے ٹیلی فون اور موبائل کے ذریعے موصولہ خبر بھی خبر منقطع نہیں، خبر متصل ہی ہے؛ اور جب خبر متصل ہے تو مستفیض بھی ہوسکتی ہے۔

فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی غفرلہ

☆☆☆

موبائل کے ذریعہ رویتِ ہلال کا ثبوت فقہی نقطۂ نظر سے

سراج الفقہاء، محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی
صدر شعبۂ افتا وصدر المدرسین: جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یوپی

۸۶/۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع درج ذیل مسئلہ میں کہ ہمارے علاقہ کاٹھیاواڑ میں گزشتہ عید الفطر (۲۹، رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ) کے رویت ہلال کے تعلق سے مسلمانوں میں کافی انتشار رہا جس کی بدولت بیشتر علاقوں میں عید ہوئی اور چند علاقوں میں عید نہیں ہوئی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ رویت ہلال کا ثبوت شرعی کس کس طریقے سے ہوسکتا ہے کیا موبائل وٹیلی فون کے ذریعہ رویت ہلال کے ثبوت شرعی کی کوئی صورت ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد فاروق، خادم قاضی مسجد، پربھاس پاٹن ضلع گیر سومنات

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: شرعی طریقہ پر چاند کا ثبوت سات طریقوں سے ہوتا ہے: (۱) شہادت (۲) شہادت علی الشہادت (۳) شہادت علی القضا (۴) کتاب القاضی الی القاضی (۵) استفاضہ (۶) اکمال عدت (۷) توپوں اور فیر یا ڈھنڈ راو غیرہ کی آواز۔

ان سات طریقوں کی وضاحت اور تفصیل مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے رسالہ "طرق اثبات الہلال" مشمولہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ۵۴۲ تا ۵۵۷ مطبوعہ سنی دار الاشاعت مبارکپور میں ہے۔

"استفاضۂ خبر" کا مطلب ہے ہر جگہ کی خبر جو قابل اعتماد ذریعہ سے مشہور ہو جائے۔ پہلے کے زمانے میں یہ شہرت قابل اعتماد ذریعہ سے بس یوں ہی ہوسکتی تھی کہ گروہ در گروہ لوگوں کی متعدد جماعتیں قاضی کے پاس آئیں اور چاند ہونے کی خبر دیں۔ رمضان اور عید کا حال سب جانتے ہیں کہ صرف رات بھر کا وقت ہوتا ہے اسی وقت میں ثبوت شرعی فراہم ہو گیا یا استفاضہ ہو گیا تو صبح کو روزہ رکھیں گے یا عید کریں گے اور مثلاً استفاضہ نہ ہوا تو روزہ یا عید کسی کا حکم نہ ہوگا۔ اس لئے اس زمانے میں فقہاء نے خاص چاند کے ثبوت کے معاملہ میں گروہ در گروہ لوگوں کے آنے کی بات کہی، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ آنا استفاضہ یا تواتر کے لئے رکن یا شرط کچھ بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک اور اس کی ساتوں قرائتیں اور بے شمار احادیث نبویہ اور کثیر کتب احادیث وکتب فقہاء کی شہرت، استفاضہ اور تواتر کے لئے کہیں علماء وفقہاء نے مخبر کے آنے کی بات نہ کہی۔ یہی حال دوسری اخبار متواترہ کا بھی ہے، مثلاً بیشمار لوگوں نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بیت المقدس وغیرہ بلاد مشہورہ نہیں دیکھے، ان کے پاس گروہ در گروہ لوگوں نے آکر ان شہروں کے بارے میں خبر نہیں دی پھر بھی خبر متواتر ثابت ومتحقق ہے۔

"استفاضہ" شہادت کے باب سے نہیں بلکہ خبر کے باب سے ہے "باب شہادت" میں شاہد کا قاضی کے اجلاس میں حاضر ہونا ضروری ہے کیوں کہ شہادت کا لفظ "حضور" کے مفہوم کو بتاتا ہے لہٰذا مختلف شہروں میں چاند دیکھنے والے دوسرے شہر کے قاضی کو ٹیلی فون یا موبائل کے ذریعہ شہادت نہیں دے سکتے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ **امور شرعیہ میں ٹیلی فون اور موبائل کی خبر معتبر نہیں** اس سے مراد یہ ہے کہ شہادت کے لئے معتبر نہیں۔ یہ نہیں کہ خبر کے باب میں بھی معتبر نہیں۔

ارباب عقل ودانش پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ روزانہ عالم اسلام کے بے شمار مسلمان بے شمار علما اور مفتیان دین کی خدمت میں اپنے دینی وشرعی امور کے

لئے رجوع کرتے ہیں، مسائل پوچھتے ہیں اور وہ حضرات انہیں شرعی احکام سے آگاہ کرتے ہیں اور ان کی دینی رہنمائی فرماتے ہیں عامۂ بلاد اسلامیہ کا یہی حال ہے ۔اگر امور شرعیہ میں ٹیلی فون اور موبائل کی خبر مطلقاً نامعتبر ہوتی یا باب خبر میں بھی نامعتبر ہوتی تو ہرگز ہرگز علمائے امت وفقہائے ملت اور عوام مسلمین کا یہ تعامل نہ ہوتا ۔مسلمانوں کے عوام وخواص کا یہ تعاملِ عام خود ایک حجت شرعیہ ہے ۔جس کی تحقیق نفیس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے رسالہ مبارکہ ''المنیٰ والدرر لمن عمد منی آرڈر'' مشمولہ فتاوی رضویہ جلد ہشتم وغیرہ میں ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باب خبر میں ٹیلی فون اور موبائل کی خبر امور شرعیہ کے سلسلے میں بھی معتبر ہے ۔ہاں چاند کے مسئلہ میں اس خبر کے لئے زیادہ وثوق کی ضرورت ہے، اسی لیے خبر کی تصدیق اور مخبر کے معتمد ہونے کی ہدایت کی جاتی ہے ۔اس فتوی سے منسلک فیصلے میں ٹیلی فون اور موبائل سے سچی پکی خبر استفاضہ کے حصول کی صورتیں وضاحت سے بیان کی گئی ہیں اسے بغور پڑھ کر وقت ضرورت اس پر عمل کر سکتے ہیں اس پر عمل شریعت پر ہی عمل ہے۔

یہ عاجز بے مایہ از راہ احتیاط چاند دیکھنے والوں سے حلفیہ بیان بھی لیتا ہے لوگ بسم اللہ پڑھ کر اللہ تعالی کی قسم کھا کر بیان دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے فلاں تاریخ کی شام کو مثلاً رمضان یا شوال سن فلاں کا چاند دیکھا ۔تاکید وتائید کے لئے اللہ تعالی کی قسم کھانے کا ثبوت احادیث صحیحہ میں کثرت سے موجود ہے جیسا کہ ارباب علم پر مخفی نہیں ۔عام طور پر مسلمان اللہ تعالی کی جھوٹی قسم کھانے سے بہت ڈرتے ہیں اور میرا بارہا کا تجربہ ہے کہ کبھی اس کی ہمت نہیں کرتے ۔

خبر میں سچ اور جھوٹ کا احتمال ہوتا ہے اس احتمال کو ختم کرنے کے لئے طرق اثبات ہلال میں کئی جگہوں پر دیندار، ثقہ گواہوں سے شہادت لی جاتی ہے یا پھر استفاضہ کی شکل میں خبر صحیح کی کثرت مطلوب ہوتی ہے، یہاں کثرت خبر کے ذریعہ احتمال کذب کو دور کر کے خبر کے سچی ہونے کا وثوق حاصل کیا جاتا ہے اب اگر اس کے ساتھ چاند دیکھنے والا بسم اللہ پڑھ کر اللہ تعالی کی قسم بھی کھائے تو اس خبر کی صداقت بہت ہی زیادہ قابل اطمینان ہو جاتی ہے۔

''شہادت'' اثبات ہلال کا الگ طریقہ ہے اور ''استفاضہ'' الگ طریقہ۔ شہادت میں لفظ ''اشہد'' (میں گواہی دیتا ہوں) کہنا مطلوب ہے اور استفاضہ میں کثرت خبر ۔ہاں خبر کے لئے ضروری ہے کہ وہ افواہ نہ ہو، سچی ہو، پکی ہو، فقہاء فرماتے ہیں ''اذا استفاض وتحقق''، پندرہ بیس سال پہلے تک موبائل کے ذریعہ خبر رسانی اور تفتیش وتحقیق کی آسانی نہ تھی مگر اب بے پناہ آسانی ہو گئی ہے ۔آج آدھے گھنٹے میں دنیا کے بہت سے ممالک کے بارے میں آسانی کے ساتھ یہ معلوم کر لیا جاتا ہے کہ کہاں کہاں چاند ہوا ہے اور چاند دیکھنے کی خبر سچی اور محقق ہے یا محض افواہ، ہمارے بزرگوں کے زمانے میں یہ آسانی قطعاً نہیں تھی جو آج ہے اس لئے ان کے زمانے میں ٹیلی فون یا موبائل کے ذریعہ استفاضہ کے تحقق کی کوئی راہ نہ تھی مگر آج ہے ۔اس لئے اب یہ فتوی دیا جاتا ہے کہ سنی عالم دین جو اپنے علاقے کے علماء میں افقہ ہوں، مجلس فقہاء وعلماء یا رویت ہلال کمیٹی جو علماء وفقہاء پر مشتمل ہو موبائل کے ذریعہ چاند کی سچی پکی خبریں حاصل کر لیں، اور خبریں درجہ شہرت پر ہوں تو چاند کا ثبوت شرعی ہو جائے گا ۔کثیر علما اہل سنت کا یہی فیصلہ ہے ۔یہ خادم بھی یہی فتوی دیتا ہے اور اس پر کثیر خواص وعوام کا عمل بھی ہے ۔واللہ تعالی اعلم۔

استکتبہ محمد نظام الدین الرضوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

۲۰/۱۱/۱۴۳۵ھ - ۱۶/۹/۲۰۱۴م

☆☆☆

فقہی سیمینار بورڈ، دہلی کے ساتویں فقہی سیمینار کا

سوال نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا جدید آلات کے ذریعہ ثبوت ہلال ممکن ہے؟

آج کل رمضان اور عید کے موقع پر ثبوت ہلال کے تعلق سے مسلم معاشرہ میں جو اضطراب اور اختلاف وانتشار پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی جنگ وجدال تک کی نوبت آجاتی ہے، وہ سب پر عیاں ہے اور اصحاب فکر ونظر اور ارباب حل وعقد کے لئے عظیم لمحۂ فکریہ ہے۔

اہل سنت و جماعت، جن کی تعداد ہندوستان کے اندر اسی فی صد ہے، وہ خود ایسے مواقع پر نہ صرف یہ کہ مختلف الخیال ہو جاتے ہیں، بلکہ بسا اوقات علما ومفتیان اہل سنت پر زبان طعن بھی دراز کرنے لگتے ہیں، جس کے نتیجے میں علما ومفتیان اہل سنت سے بے اعتمادی کے ساتھ خود مسلک کی گرفت کم زور پڑنے کا خطرہ روز بروز شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا ہے۔

اسی طرح اس اختلاف وانتشار کے اثرات کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ غیر مسلم طبقہ مسلم معاشرے کی اس صورت حال کو اپنے لئے سبب تفریح اور سامان تضحیک بنا لیتا ہے، اور صوبائی ومرکزی حکومتوں کے سامنے بھی یہ نازک سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ کس قاضی، مفتی اور عالم کے بیان وفتوی کے مطابق کس تاریخ کو تعطیل کریں؟

ایسے حالات میں اہل سنت کو اختلاف وانتشار سے محفوظ رکھنے بلکہ مسلک اہل سنت پہ انھیں ثابت قدم رکھنے کے لئے یہ ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے کہ رویت ہلال کے مسئلہ میں علما ومفتیان اہل سنت غور وفکر کر کے شرعی حدود کے اندر کچھ ایسی صورتیں متعین ومقرر فرمائیں، جو جائز وقابل عمل ہونے کے ساتھ ساتھ مسلم معاشرہ کے لئے اطمینان بخش اور اس کے معاشرتی مفادات کے تحفظ کی بھی ضامن ہوں، جدید آلات وذرائع مواصلات جو کافی ترقی پذیر ہیں، ان سے کس حد تک استفادہ کیا جا سکتا ہو، اور ان کے توسط سے ثبوت ہلال کی کوئی شرعی گنجائش نکلتی ہو، تو اسے بروئے کار لایا جانا چاہیے، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ منعطف کی جائے تو امید ہے کہ **انشاء اللہ تعالی** کوئی نہ کوئی کار آمد صورت بر آمد ہوگی۔

قابل توجہ امور:

(۱) استفاضہ کسے کہتے ہیں اور اس کے تحقق کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

(۲) کیا خبر رسانی کے جدید ذرائع مثلا فون، فیکس وغیرہ سے بھی اس کا تحقق ہو سکتا ہے؟ جواب اثبات میں ہو تو کچھ مخصوص شرائط کے ساتھ یا غیر مشروط طور پر؟ مشروط طور پر ہو تو وہ شرطیں کیا ہوں گی؟

(۳) باعتبار شرائط کتاب القاضی الی القاضی کے حجت ہونے میں ائمہ کرام کے درمیان کیا اختلافات ہیں؟

(۴) کیا آج کے حالات میں؛ **کتاب القاضی الی القاضی** کے تعلق سے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ کسی دوسرے مجتہد کے قول پر عمل کی گنجائش ہے؟

(۵) **کتاب القاضی الی القاضی** کا حجت ہونا، خلاف قیاس اجماع سے ثابت ہے، جس پر دوسرے کا قیاس نہیں ہو سکتا، مگر مناط اجماع میں اشتراک کی بنیاد پر الحاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر الحاق ہو سکتا ہے تو **کتاب القاضی الی القاضی** کی حجیت پر اجماع کا مناط کیا ہے؟

(۶)۔ کیا فیکس اور ای میل کا الحاق **کتاب القاضی الی القاضی** سے ہو سکتا ہے؟ الحاق ہو سکتا ہے تو اس کی شرطیں کیا ہوں گی؟

(۷)۔ منادی سلطان کی خبر ثبوت ہلال کے سلسلے میں بھی حجت ہے، علامہ شامی نے توپ کی آواز اور مناروں کی روشنی کو اس کے قائم مقام تسلیم کیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ جائے ندا سے کتنی دور تک کے لوگوں کے لیے یہ حجت ہے؟ نیز یہ صرف انہیں لوگوں کے لیے حجت ہے جو براہ راست یہ آوازیں سنیں۔ یا۔ لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ سننے والوں کے لیے بھی حجت ہے؟

(۸) فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ قاضی کا حکم اس کی پوری ولایت قضا میں نافذ ہے، تو کیا ثبوت ہلال کا معاملہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے؟ اگر مستثنیٰ نہیں ہے تو ولایت قاضی کی تحدید کتنی مسافت تک ہو سکتی ہے؟ اور کیا کوئی شخص پورے ضلع - یا - صوبہ - یا - ملک کا قاضی ہو سکتا ہے - یا - نہیں؟ بر تقدیر اثبات رویت ہلال کی شرعی تحقیق اور با ضابطہ گواہوں کے ذریعہ ثبوت ہو جانے کے بعد اس کا اخبار واعلان اگر لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو، اخبار، ٹیلی فون، فیکس وغیرہ کے ذریعہ ہو تو کہاں تک نافذ ہوگا؟ صرف اس کی موجودگی والے شہر میں - یا - اس کے جملہ حدود ولایت میں -



فقہی سیمینار بورڈ، دہلی کے ساتویں فقہی سیمینار کے

فیصلے

(بمقام دارالقلم، ذاکرنگر، نئی دہلی)

پہلی، دوسری نشست: ۱۳/ جمادی الاخری ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۰۵ء

صبح ۹ بجے سے ۱ بجے تک اور بعد مغرب سے ۱۱ بجے شب تک -

جدید ذرائع ابلاغ اور مسائل ہلال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

رمضان اور عید کے موقع پر ثبوت ہلال کے تعلق سے جو انتشار واختلاف ہوتا ہے، وہ محتاج بیان نہیں، لوگوں کا اضطراب اس وقت بہت بڑھ جاتا ہے، جب وہ ریڈیو، ٹیلی فون وغیرہ سے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ فلاں مقام پر عید منائی جا رہی ہے، اور ہمیں تیسواں روزہ رکھنا ہے، اضطراب کے باعث علمائے اہل سنت خاص طور سے طعن وتشنیع کا نشانہ بنتے ہیں -

اس لیے کہ وہ باضابطہ شرعی طریقے سے ثبوت ہلال کے بغیر چاند ہونے کا اعلان نہیں کرتے، اور اس بارے میں سخت احتیاط کے پابند ہیں، اس میں شک نہیں کہ ہمارے علمائے کرام (تقبل اللہ مساعیہم) نے ماضی میں یہی بیان فرمایا ہے کہ ثبوت ہلال کے باب میں ریڈیو، تار، ٹیلی فون وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں، لیکن مواصلاتی ذرائع کی حیرت انگیز ترقی سے کل اور آج کے حالات میں نمایاں فرق پیدا ہوا ہے، اس لئے علمائے کرام سے یہ سوال ہوا کہ:

سوال (۱) استفاضہ کسے کہتے ہیں اور کیا خبر رسانی کے جدید ذرائع مثلاً فون، فیکس وغیرہ سے بھی اس کا تحقق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بصورت اثبات کچھ مخصوص شرطوں کے

ساتھ یا بلا شرط؟ بر تقدیر اول وہ خاص شرطیں کیا ہیں؟

اس کے جواب میں علماے کرام نے مقالات لکھے اور فقہی سیمینار بورڈ دہلی کے ساتویں سیمینار کی پہلی نشست میں اس پر زوردار بحثیں ہوئیں، بحث وتمحیص کے بعد درج ذیل جواب پر مندوبین کا اتفاق ہوا۔

جواب(۱) استفاضۂ خبر کا معنی ہے: خبر کا پھیلنا، مشہور ہونا، شائع وضائع ہونا بفقہائے کرام کی اصطلاح میں استفاضۂ خبر مشہور کو کہتے ہیں۔

علامہ رحمتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفاضہ کے بیان میں "**ان تاتی من تلک البلدۃ جماعات متعددون کل منھم یخبر عن اھل تلک البلدۃ**" تحریر فرمایا،اس سے مستفاد ہے کہ مخبرین کی تعداد کم از کم نو (۹) ہونی چاہیے،البتہ اس کے لئے کثیر افراد کا آنا۔یا۔ان کا جماعت در جماعت ہونا تصویر مفہوم کے طور پر مذکور ہے،بقید احترازی یا شرط لازم کے طور پر نہیں،ورنہ بہت سی احادیث مشہورہ کے مشہور و مستفیض ہونے میں اشکال لازم آئیگا،اس لیے مندوبین کا اس پر اتفاق ہوا کہ استفاضہ متحقق ہونے کے لئے صرف یہ ضروری ہے کہ کثیر افراد خبر دینے والے ہوں،ایک مقام سے دوسرے مقام میں آنا۔یا۔جماعت در جماعت ہونا شرط نہیں۔

سوال (۲) کیا خبر رسانی کے جدید ذرائع مثلاً فون،فیکس وغیرہ سے بھی اس کا تحقق ہوسکتا ہے؟ جواب اثبات میں ہوتو کچھ مخصوص شرائط کے ساتھ یا غیر مشروط طور پر؟ مشروط طور پر ہوتو وہ شرطیں کیا ہوں گی؟

جواب(۲) خبر رسانی کے جدید ذرائع مثلاً ٹیلی فون،موبائل فون سے استفاضہ کا تحقق ہوسکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ان ذرائع کو ممکن حد تک ناخدا ترسوں کے دھوکہ،فریب اور جھوٹ کے اندیشے سے محفوظ رکھا جائے،ورنہ ان کے ذریعہ موصول ہونے والی خبروں کی حیثیت بازاری افواہ کی ہوگی،نہ کہ استفاضہ کی "**و یشیر الیہ قول الذخیرۃ**" "**اذا استفاض و تحقق**" "**فان التحقق لا یو جد بمجرد الشیوع**" جھوٹ،فریب اور جعل سازی سے حفاظت کے لیے حسب ذیل شرطوں کی رعایت لازمی ہوگی۔

(الف) جو لوگ ٹیلی فون،موبائل فون کے ذریعہ چاند ہونے کی خبر دیں، انہیں قاضی شریعت۔یا۔اس کے سامنے اس کا معتمد فون کرکے یہ تصدیق حاصل کرلے کہ فون۔یا۔موبائل کے ذریعہ انہوں نے ہی اطلاع دی ہے۔

(ب) اس شہر یا علاقے کے ثقہ علما یا قاضی اور دو تین دوسرے صالحین کو بھی فون کرکے پوری تصدیق حاصل کرلیں۔

(ج) یہ بھی تحقیق کرلیں کہ اس نے خود اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا۔یا۔رویت عامہ ہوئی،اور کثیر لوگوں نے اسے اپنا دیکھنا بتایا،یا قاضی شریعت نے ثبوت شرعی حاصل کرکے اس کا اعلان شہر میں کرایا۔یا۔اس کے سامنے فیصلہ ہوا۔

(د) مصدقہ فون یا موبائل کی تعداد نو (۹)۔یا۔اس سے زائد ہونی چاہیے۔

(س) قاضی اپنے ساتھ دو ثقہ معاون علماء بھی رکھے تاکہ وہ بھی فون سنے اور تصدیق حاصل کرکے مطمئن ہوں،بہتر ہوگا کہ قاضی ایسا ٹیلی فون۔یا۔موبائل استعمال کرے جس کی آواز اس کے گرد وپیش کے لوگ بھی سنیں۔

(ص) دونوں شہروں کا درمیانی فاصلہ اتنا زیادہ ہو کہ وہاں سے "**کتاب القاضی الی القاضی**" "یا" "**شھادۃ علی الشھادۃ**" حاصل کرنے میں دشواری ہو۔یہ شرط وجوبی نہیں تاہم اس سے پہلو تہی نہ کی جائے۔

(ع) جو لوگ ان جدید ذرائع سے خبر دیں،ان کے بارے میں یہ یقین حاصل کرنا ضروری ہے کہ وہ اہل سنت وجماعت سے ہیں،بدعقیدہ وبدمذہب نہیں کہ بارہا کا تجربہ شاہد ہے کہ یہ لوگ عید منانے کی خوشی میں عموماً چاند بنا لیتے ہیں،ماہ رمضان تو شاید و باید ہی ان کے یہاں تیس دن کا ہوتا ہے،بلکہ ان کے اسی جذبۂ مسابقت کے باعث بہت سی جگہوں پر علمائے اہل سنت کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے،استفاضہ کے لئے اگرچہ مخبر کا عادل ہونا ضروری نہیں،مگر عید کے معاملہ میں جن لوگوں کی جرأت بیجا پہلے سے معلوم ہے ان سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔

ان شرائط کی پابندی کے ساتھ جدید ذرائع ابلاغ سے موصول ہونے والی خبروں سے استفاضہ کے تحقق میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے،مگر اس کی اجازت صرف اسی عالم دین کے لئے ہے جو اپنے علاقے کا سب سے بڑا فقیہ،مرجع فتوی ہو۔یا۔جسے ارباب حل وعقد

نے قاضی شریعت مقرر کیا ہو، ہر عالم نہ فقیہ ہے، نہ فقیہ مرجع فتوی، نہ ہر ایک کو اس کا اختیار۔ واللہ تعالی اعلم۔

سوال (۳) باعتبار شرائط **کتاب القاضی الی القاضی** کے حجت ہونے میں ائمہ کرام کے درمیان کیا اختلافات ہیں؟

جواب (۳) "**کتاب القاضی الی القاضی**" کن شرائط کے ساتھ حجت ہے، اس سلسلے میں ائمہ مجتہدین تین طبقات میں بٹے ہوئے ہیں۔

طبقۂ اولی: امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالی کا مذہب یہ ہے کہ قاضی دو عادل گواہوں کے ہاتھ اپنا خط دوسرے قاضی کو بھیجے، اور ان گواہوں کو خط کا مضمون پڑھ کر سنا دے یا بتا دے، ان کے سامنے ہی اپنے خط پر اپنی مہر لگائے۔

طبقۂ ثانیہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ان میں سے کوئی چیز شرط نہیں، بس اتنا کافی ہے کہ دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کو خط سپرد کر کے گواہ کرے، اور وہ باحتیاط یہاں لا کر شہادت دیں، اب اسی پر فتوی ہے، اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اسی کو اختیار فرمایا ہے۔

طبقۂ ثالثہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ایک روایت یہ ہے کہ پہلے قاضی کا گواہ بنانا اور دوسرے قاضی کے یہاں شہادت دینا بھی شرط نہیں، صرف اتنا کافی ہے کہ جس قاضی کے نام خط آیا ہے وہ خط لکھنے والے قاضی کی تحریر اور مہر پہچانتا ہو، یہی مذہب امام شعبی، امام حسن بصری اور امام ابوثور اور اصطخری شافعی رحمہم اللہ تعالی کا ہے **(فتح القدیر ۷/ ۲۹۱، باب کتاب القاضی الی القاضی، در مختار مع رد المحتار ۴/ ۳۹۱ باب کتاب القاضی الی القاضی)** واللہ تعالی اعلم

سوال (۴) کیا آج کے حالات میں "کتاب القاضی الی القاضی" کے تعلق سے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کے قول پر عمل کی گنجائش ہے؟

جواب (۴) ضرورت شرعیہ اور بسا اوقات حاجت شرعیہ کی بنا پر اپنے مذہب کی روایت نادرہ اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالی میں سے کسی کے مذہب کو اختیار کرنا جائز ہوتا ہے، اور مذاہب اربعہ سے عدول اب بہر حال ممنوع ہے کہ یہ خرق اجماع ہے، لیکن ہند و پاک جیسے ممالک میں جہاں عموماً مطلع صاف رہتا ہے اور ہلال کی رویت ہوتی رہتی ہے، اپنے مذہب سے عدول یا روایت نادرہ کو اختیار کرنے کی حاجت نہیں پائی جاتی، واللہ تعالی اعلم

سوال (۵) "**کتاب القاضی الی القاضی**" کا حجت ہونا خلاف قیاس اجماع سے ثابت ہے، جس پر دوسرے کا قیاس نہیں ہو سکتا، مگر مناط اجماع میں اشتراک کی بنیاد پر الحاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر الحاق ہو سکتا ہے تو "کتاب القاضی الی القاضی" کی حجیت پر اجماع کا مناط کیا ہے؟

جواب (۵) "مناط اجماع" حق یا حکم کے ثبوت کا تعذر ہے، جیسے اصل واقعہ کا شاہد کبھی دوری یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے مجلس قضاء میں حاضر ہونے سے قاصر ہو، اور اس کے باعث حق یا حکم کا ثبوت متعذر ہو جائے تو بر بنائے حاجت "**شہادۃ علی الشہادۃ**" کی اجازت ہے، ٹھیک اسی طرح کی حاجت تعذر ثبوت حق یا حکم کی بناء پر "**کتاب القاضی الی القاضی**" کی بھی اجازت ہے، عنایہ میں ہے:

ان جوازہ (ای جواز کتاب القاضی الی القاضی) ثابت بمشابھتہ للشہادۃ علی الشہادۃ لاتحاد المناط وھو تعذر الجمع بین الشہود والخصم فکما جوزت الشہادۃ علی الشہادۃ لاحیاء حقوق العباد فکذا جوز الکتاب لذالک ولا یراد بالمشابھۃ القیاس لما تقدم انہ مخالف للقیاس فیراد بہ الاتحاد فی مناط الاستحسان (عنایۃ ص ۷/ ۲۸۷ البنایۃ ۸/ ۴۲)

اب اگر کسی اور خط میں یہ مناط اجماع پایا جائے تو اس کا الحاق "کتاب القاضی الی القاضی" کے ساتھ درست ہوگا، اور اس خط کی وہی حیثیت ہوگی جو "کتاب القاضی الی القاضی" کی ہوتی ہے، اور اس کے واجب العمل ہونے کے لئے وہی شرط بھی درکار ہوگی جو کتاب القاضی میں درکار ہوتی ہے کہ مناط استحسان میں اتحاد کی وجہ سے دونوں کا درجہ حکماً ایک ہے۔ واللہ تعالی اعلم

سوال (۶) کیا فیکس اور ای میل کا الحاق "کتاب القاضی الی القاضی" سے ہو سکتا

ہے؟الحاق ہوسکتا ہےتو اس کی شرطیں کیا ہوں گی؟

جواب(۶) قاضی کاتب کی قلمی تحریر مع دستخط کی شکل میں ہو یا کم از کم وہ قلمی یا کمپوز شدہ تحریر جسے قاضی نے لکھوا کر اس پر اپنا قلمی دستخط ثبت کیا ہو اسی کو فیکس سے یا اسکین کر کے ای میل سے بھیجا جائے تو اس کا الحاق کتاب القاضی سے ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے بغیر ثبوت حق یا حکم متعذر ہو جائے اور جس قاضی کے پاس مذکورہ فیکس یا ای میل آیا ہے وہ فون کر کے پیغام بھیجنے والے سے نیز وہاں کے کسی اور ذمہ دار سے یہ تصدیق حاصل کر لے کہ یہ فیکس یا ای میل اسی پیغام رساں کا ہے اس میں کوئی فریب اور جھوٹ نہیں ہے۔ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ جس مقام سے یہ فیکس یا ای میل آیا ہے وہ مجلس قضا سے اتنے فاصلہ پر واقع ہو جتنا فاصلہ شہادۃ علی الشہادۃ اور کتاب القاضی الی القاضی کے معتبر ہونے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ یہ فاصلہ کتنا ہونا چاہیے، اس میں فقہا کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور فتوی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر ہے کہ اصل گواہ گواہی دے کر رات تک گھر پہنچ جانا چاہے تو وہ نہ پہنچ سکے، یعنی گواہ کو آنے جانے میں ۳۱ کلو میٹر سے زیادہ کا فاصلہ طے کرنا پڑے۔ کتاب القاضی بھی نقل شہادت میں ”شہادۃ علی الشہادۃ“ کے مشابہ ہے اس لیے اس کا حکم بھی یہی ہوگا۔ درج ذیل فقہی عبارت سے اس کی تنقیح ہوسکتی ہے۔

فتح القدیر میں ہے:

ان بین العلماء اختلافا فی المسافة التی یجوز فیها کتاب القاضی الی القاضی، فجماعة من مشایخنا قالوا: لا یجوز فیما دون مسافة القصر، وبه قال الشافعی و احمد فی وجه وحکی الطحاوی عن ابی حنیفة و اصحابه انه یجوز فیما دون مسافة القصر. وقال بعض المتاخرین: هذا قول ابی یوسف و محمد وبه قال مالک، والذی یقتضیه مذهب ابی حنیفة انه لا یجوز کالشهادة علی الشهادة. (فتح القدیر ۷/ ۲۹ کتاب القاضی الی القاضی)

درمختار میں ہے:

الشهادة علی الشهادة هی مقبولة) استحسانا (بشرط تعذر حضور الاصل بموت او مرض او سفر) واکتفی الثانی بغیبته بحیث یتعذر ان یبیت باهله، واستحسنه غیر واحد وفی القهستانی والسراجیه: وعلیه الفتوی واقره المصنف. اه ملخصا (علی هامش رد المحتار، ص: ۷/ ۶۴۶، اول باب الشهادة وتمامه فی ردالمحتار ۷/ ۶۴۹)

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہار شریعت میں امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار فرمایا، چنانچہ ”درمختار وغیرہ“ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

جو شخص واقعہ کا گواہ ہے وہ دوسرے کو مطلقاً گواہ بنا سکتا ہے، مگر اس کی گواہی قبول اس وقت کی جائے گی جب اصل گواہ شہادت دینے سے معذور ہو، اس کی چند صورتیں ہیں ......(ایک یہ کہ) گواہ اتنی دوری پر ہے کہ مکان سے آئے اور گواہی دے کر رات تک گھر پہنچ جانا چاہے تو نہ پہنچے، (۱۲/ ۱۴۰، شہادۃ علی الشہادۃ کا بیان)

ان تین شرطوں کے ساتھ ثقہ مسلم کا فیکس اور ای میل کتاب القاضی کے درجے میں آئے گا، واضح رہے کہ یہ حکم اسی فیکس یا ای میل سے متعلق ہے جو قاضی کی اپنی قلمی تحریر مع دستخط کا ہو۔ یا۔ کم از کم اس پر اپنا قلمی دستخط ثبت کیا ہو۔ اس کے بعد اس کے قابل حجت وقابل عمل ہونے کے لیے وہی شرط ضروری ہے جو کتاب القاضی الی القاضی کے قابل حجت وقابل عمل ہونے کے لیے ہے۔ یعنی دو ثقہ گواہوں کی شہادت کہ یہ فیکس یا ای میل فلاں کا ہے۔ اور وہ یہاں بلا شبہ معدوم ہے اس لیے فیکس اور ای میل کتاب القاضی کے درجے میں پہنچ کر بھی قابل حجت وقابل عمل نہیں ہو سکتے، الا یہ کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی روایت نادرہ کا سہارا لیا جائے، مگر اس کو اختیار کرنے کے لیے کم از کم حاجت شرعیہ کا تحقق درکار ہے جو بلاد ہند میں عموماً نہیں پائی جاتی، ہاں جن بلاد میں مطلع عموماً ابر آلود رہتا ہے اور لوگ تیس دن کی تکمیل پر عمل کے بجائے بدمذہبوں کی جماعت میں چلے جاتے ہیں یا اس طرح کے دوسرے مفاسد پیدا ہوتے ہیں وہاں معتمد علما و مفتیان کرام کے لیے احتیاط اور غور وخوض کے ساتھ اس روایت کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

سوال(۷) منادی سلطان کی خبر ثبوت ہلال کے سلسلہ میں بھی حجت ہے۔ علامہ

شامی نے توپ کی آواز اور میناروں کی روشنی کو اسکے قائم مقام تسلیم کیا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ جائے ندا سے کتنی دور تک کے لوگوں کے لیے یہ حجت ہے؟ نیز یہ صرف انہیں لوگوں کے لیے حجت ہے جو براہ راست یہ آواز سنیں یا لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ سننے والوں کے لیے بھی حجت ہے؟

جواب(۷): منادی سلطان کی خبر جائے ندا سے کتنی دور تک کے لوگوں کے لیے حجت ہے اسکی کوئی صراحت کتب مذہب میں نہیں ملتی اور توپ کی آواز اور میناروں کی روشنی کو تو کتب مذہب میں طرق اثبات ہلال سے شمار ہی نہیں کیا گیا ہے تو وہ کتنی دور تک کے لوگوں کے حق میں حجت ہے، اسکا ذکر کتب مذہب میں کیا ملیگا۔علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے طرق اثبات ہلال سے شمار فرمایا ہے اور اسکی تائید میں شافعی مذہب کی کتاب ''تحفۃ'' کا ایک جزئیہ پیش کیا ہے۔

واضح رہے کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی صراحت کے مطابق اہل بحث سے نہیں پھر بھی انکی بات حجت قرار پائی اور فقیہ فقیدالمثال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس پر اعتماد فرمایا اسکی وجہ کیا ہے؟

اسکی وجہ یہ ہے کہ توپ کی آواز اور میناروں کی روشنی ثبوت ہلال کے حق میں علامت ظاہرہ ہے جس سے غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے اور وہ حنفیہ کے نزدیک حجت ہے۔اس دلیل کی بنیاد پر تحفہ میں اسے حجت قرار دیا اور وہ حنفیہ کے خلاف نہیں۔اس لیے علامہ شامی اور اعلیٰ حضرت علیہاالرحمہ نے توپ کی آواز اور مناروں کی روشنی کو بھی حجت موجبہ مانا۔ فتاوٰی رضویہ ۴/۵۵۴،۵۵۵، رسالہ طرق اثبات ہلال میں یہی وجہ بیان فرمائی، علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ یہ ہیں:

(قولہ ولو کانوا ببلدۃ لا حاکم فیہا صاموا بقول ثقۃ وافطروا باخبار عدلین) قلت: والظاہر انہ یلزم اہل القری الصوم بسماع المدافع، و رویۃ القنادیل من المصر لانہ علامۃ ظاہرۃ تفید غلبۃ الظن و غلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل کما صرحوا بہ واحتمال کون ذلک لغیر رمضان بعید اذلا یفعل مثل ذلک عادۃ فی لیلۃ الشک الا لثبوت رمضان (ردالمحتار، کتاب الصوم ۲/۳۲۴)

منحۃ الخالق میں ہے:

''لم یذکروا عندنا العمل بالامارات الظاہرۃ الدالۃ علی ثبوت الشہر کضرب المدافع فی زماننا، الظاہر و جوب العمل بہا علی من سمعہا ممن کان غائبا من المصر کاہل القری ونحوہا کما یجب العمل بہا علی اہل المصر الذین لم یروا الحاکم قبل شہادۃ الشہود و قد ذکر ہذا الفرع الشافعیۃ فصرح ابن حجر فی التحفۃ انہ یثبت بالامارۃ الظاہرۃ الدالۃ لا تتخلف عادۃ کرویۃ القنادیل المعلقۃ بالمنابر. قال: ومخالفۃ جمع فی ذلک غیر صحیحۃ''

یہاں ''علامت ظاہرہ'' سے مراد وہ علامت ہے جو عادۃً چاند ہونے پر دلالت کرے اور چاند کے سوا کسی اور چیز کا احتمال نہ ہو جیسا کہ فتاوٰی رضویہ سے یہی ظاہر ہے،اب یہ علامت جتنی دور تک پائی جائے گی ظاہر یہ ہے کہ اتنی دور تک کے سارے مسلمان کے حق میں حجت موجبہ ہوگی۔

یہی حکم منادی سلطان کا بھی ہے کہ جتنی دور تک مسلمانوں کو یہ ظن غالب ہو جائے کہ یہ اعلان سلطان اسلام کی طرف سے ہے اس کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں ہوسکتا ان سب کے حق میں وہ حجت موجبہ ہوگا، لیکن اس کا دائرہ بہت وسیع نہ ہوگا۔بس اس حد تک اس میں وسعت ہوگی کہ اگر کسی جگہ کے لوگوں کو اشتباہ واقع ہو تو وہ بادشاہ اسلام یا اسکے قائم مقام کی طرف رجوع کر کے شک زائل کر سکیں اور وقت سے روزہ رکھنا یا عید کرنا ممکن ہو، پہلے کے زمانے میں جب سفر کی سہولتیں مہیا نہ تھیں، زیادہ سے زیادہ سات، آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ میں ایسا ممکن تھا۔یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام کے ادوار میں اس طرح کے مسائل نہ اٹھ سکے، جو آج اٹھ رہے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان کے ادوار میں کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی، کہ قاضی اسلام نے اپنے منادی یا مکتوب کے ذریعہ دور دراز آبادیوں میں اعلان کرایا ہو یا قاضی القضاۃ نے ریاستی یا ملکی سطح پر یا خلیفہ نے عالمی سطح پر اعلان کرانے کا اہتمام کیا ہو۔

اولاً: ملکی یا ریاستی سطح پر فوراً خبر نشر کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔

ثانیاً: اگر کوئی ذریعہ دریافت بھی کرلیا جاتا تو جعل سازوں کی جھوٹی افواہ سے حفاظت کے لیے کوئی بندوبست نہ تھا۔ نہ کسی کے لیے عادۃً ممکن تھا کہ ۴۰، ۵۰، کلومیٹر، یا اس سے زیادہ کی مسافت پر رہتے ہوئے مرکز سے اس خبر کے تعلق سے تصدیق یا تحقیق کر سکے، اگر ریاستی سطح پر یہ ناممکن تھا اور ضرور ناممکن تھا، ملکی سطح پر بدرجۂ اولیٰ ناممکن ہوگا، پھر عالمی سطح پر تصدیق کا کیا امکان ہوسکتا ہے۔

لیکن آج کے حالات پہلے جیسے نہیں رہ گئے، ذرائع ابلاغ کی حیرت انگیز ترقی نے تفتیش و تحقیق کو بے پناہ آسان بنا دیا ہے۔ ایک ریاست کا قاضی اپنے مرکز میں رہتے ہوئے کہاں کہاں چاند ہوا، یوں ہی آئی ہوئی خبروں کی متعدد ذرائع سے تصدیق کر کے طمانیت قلب بھی حاصل کرسکتا ہے، اسی طرح ملک کا قاضی القضاۃ بھی معلومات اور تحقیقات و تصدیقات کرسکتا ہے، اس لیے اگر آج باوثوق اور اطمینان بخش طریقہ ہندوستان میں فراہم ہو یا جن بلاد میں حاصل ہے، وہاں اگر ذمہ دار قاضی ریڈیو وغیرہ سے اعلان کرائے تو وہ اس کے حدود ولایت میں حجت ہوگا کہ مدار حکم غلبہ ظن کا حصول ہے جو ریڈیو وغیرہ کی خبروں سے بھی جواب نمبر آٹھ کے تحت ذکر شدہ شرائط کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے اور غلبہ ظن حجت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۸): فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ قاضی کا حکم اس کی پوری ولایت قضا میں نافذ ہے تو

(الف) ۔ کیا ثبوت ہلال کا معاملہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے؟

(ب) ۔ اگر مستثنیٰ نہیں ہے تو ولایت قاضی کی تحدید کتنی مسافت تک ہوسکتی ہے؟

(ج) ۔ کیا کوئی شخص پورے ضلع یا صوبہ یا ملک کا قاضی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(د) ۔ بر تقدیر اثبات، رویت ہلال کی شرعی تحقیق باضابطہ گواہوں کے ذریعہ ہو جانے کے بعد اس کا اخبار و اعلان اگر لاؤڈاسپیکر ریڈیو اخبار ٹیلی فون فیکس وغیرہ کے ذریعہ ہو تو کہاں تک نافذ ہوگا؟ صرف اس کی موجودگی والے شہر میں یا اس کے جملہ حدود ولایت میں۔

جواب نمبر (۸)

(الف و ب): ثبوت ہلال کا معاملہ اس سے مستثنیٰ نہیں، جس حد تک ولایت قضاء اسے حاصل ہے وہاں تک اس کے احکام نافذ ہوں گے ان تمام امور میں جن میں اس کو ولایت قضا حاصل ہے۔

(ج): ۔ ایک شخص پورے ملک کا قاضی القضاۃ ہوسکتا ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک ملک بلکہ پوری دنیائے اسلام کے قاضی القضاۃ رہ چکے ہیں قاضی القضاۃ کے مقرر کرنے سے ماتحت صوبوں اور اضلاع کے لئے الگ الگ قضاۃ بھی ہو سکتے ہیں اسی طرح ایک ضلع یا صوبہ کے علما اتفاق کر کے کسی شخص کو ضلع یا صوبہ کے لئے قاضی بنا سکتے ہیں۔ اگر ایسا کوئی تقرر نہیں ہوتا تو کسی شہر کے سنی عالموں میں جو سب سے زیادہ فقیہ ہو وہ نماز کے مثل دینی کاموں میں اس شہر کے مسلمانوں کا امام عام ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت علیہ الرحمہ کو پورے غیر منقسم ہندوستان کا قاضی بنایا تھا اور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری، مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ کو ان کا معاون قاضی مقرر کیا تھا۔

مذکورہ امور پر درج ذیل عبارتوں سے روشنی پڑتی ہے:

عالمگیری جلد ثالث ص ۳۵۰، میں ہے:

السلطان اذا قال جعلتک قاضیا ولم یذکر فی ای بلدۃ لا یصیر قاضیا فی البلد الذی ھو فیہ والمختار انہ یصیر قاضیا لجمیع بلاد السلطان کذا فی الخلاصۃ وھو الاظہر والاشبہ.

فتاوی عتابیہ اور حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبوعہ مصر ص ۳۴۰، ج ۱، میں ہے:

اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور مؤکلۃ الی العلماء ویلزم الامۃ الرجوع الیھم ویصیرون ولاۃ فاذا عسر جمعھم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائہ فان کثروا فالمتبع اعلمھم فان استووا اقرع بینھم انتھی.

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم﴾ ائمہ دین فرماتے ہیں صحیح یہ کہ آیت کریمہ میں

اولی الامر سے مراد علماے دین ہیں: نص علیہ العلامۃ الزرقانی فی شرح المواھب وغیرہ فی غیرہ :(فتاوی رضویہ، ج :۳: ص: ۹ ۱ ۷)

فتح الباری ج:۴،ص ۱۵۵ (کتاب الصوم باب اذا رأیتم الھلال فصوموا) میں ہے :قال ابن الماجشون :لا یلزمھم بشھادۃ الا لا ھل البلد الذی ثبت فیہ الشھادۃ الا ان یثبت عند الامام الاعظم فیلزم الناس کلھم لان البلاد فی حقہ کالبلد الواحد اذحکمہ نافذ فی الجمیع

درمختار میں ہے :ولا یستخلف قاض نائبا الا اذا فوض الیہ صریحا کول من شئت او دلالۃ کجعلتک قاضی القضاۃ والدلالۃ ھنا اقوی لان فی الصریح المذکور یملک الاستخلاف لا العزل وفی الدلالۃ یملکھما کقولہ ."ول من شئت "فان قاضی القضاۃ ھو الذی یتصرف فیھم مطلقا تقلیدا وعزلا .(برھامش شامی ج :۴،ص :۶ ۵ ۴)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ارشاد فرماتے ہیں:

ان شہروں میں کہ سلطان اسلام موجود نہیں اور تمام ملک کا ایک عالم پر اتفاق دشوار ہے اعلم علماے بلد کہ اس شہر کے سنی عالموں میں سب سے زیادہ فقیہ، نماز کے مثل مسلمانوں کے دینی کاموں میں ان کا امام عام ہے۔(ایضاص:۱۹۷)

اس عبارت سے مستفاد ہے کہ پورے ملک کا ایک قاضی بلکہ قاضی القضاۃ ہوسکتا ہے مگر سلطان اسلام نہ ہونے کی وجہ سے ملک بھر کے علما کے اتفاق سے ہی یہ تقرر ہو سکے گا۔اور سب کا ایک عالم پر اتفاق دشوار ہے۔اگر کسی ملک میں یہ دشواری نہ ہو اور شرعی اصول کے مطابق اس منصب کے لیے کسی کا تقرر ہو جائے تو بجا و درست ہے۔

(د) چاند کا شرعی ثبوت ایک مستقل امر ہے اور شرعی ثبوت ہو جانے کے بعد اپنے حدود ولایت میں اس کا اعلان، اور لوگوں کو اجتماعی یا انفرادی طور پر اس ثبوت شرعی سے باخبر کرنا ایک دوسرا امر ہے۔

چاند کا شرعی ثبوت بلا شبہ ان ہی مقررہ طریقوں سے ہوگا جو کتب مذہب میں مذکور ہیں ۔یعنی (۱) رویت (۲) شہادت (۳) شہادۃ علی الشہادۃ (۴) شہادۃ علی القضا (۵) استفاضہ (۶) کتاب القاضی الی القاضی۔

دوسرا کام یعنی شرعی ضابطوں کے مطابق ثبوت فراہم ہو جانے کے بعد چاند کا لوگوں میں اعلان، اور اس کی تشہیر اس کے لیے شہادت کی، یا معلن کے عادل ہونے کی شرط ہرگز نہیں۔عالم گیری میں ہے:"خبر منادی السلطان مقبول عدلا کان أو فاسقا"

چاند کا شرعی ثبوت ہو جانے کے بعد ذمہ دار قاضی اعلان کے لیے لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو، ٹیلی فون، فیکس، ای میل وغیرہ آلات جدیدہ کا سہارا لے سکتا ہے ۔البتہ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ان ذرائع کو ممکنہ حد تک ناخدا ترسوں کے دھوکہ فریب اور جھوٹ کے اندیشے سے محفوظ رکھا جائے تاکہ سننے والوں کو اعلان کے صدق و صحت کا غلبۂ ظن حاصل ہو۔یا ایسی تدبیر بتادی جائے جس کے ذریعہ سننے والے یہ تصدیق حاصل کرسکیں کہ یہ اعلان ہمارے قاضی یا قاضی القضاۃ ہی کا ہے دوسرے کا نہیں ۔مثلاً لاؤڈ اسپیکر سے اعلان اپنے شہر تک محدود رکھے، فیکس اور ای میل سے خبر دے تو اپنی اصل تحریر میں لکھے یا کم از کم قلمی دستخط ثبت کرے، اپنے اور اپنے بعض معتمدین کے موبائل و فون نمبرس بھی بیان کردے، جن کے ذریعہ سننے والے تصدیق حاصل کرسکیں ۔

اور اگر قاضی القضاۃ ریڈیو کے ذریعہ اعلان کرے تو اسے درج ذیل تدابیر اختیار کر کے قابل اعتبار بنائے ۔

(الف) اپنا فیصلہ اپنی نگرانی میں ٹیپ کرائے اور دوبارہ سن کر یہ وثوق حاصل کرلے کہ فیصلہ صحیح ٹیپ ہوا ہے۔

(ب) پھر اپنی یا اپنے معتمد خاص کی نگرانی میں ریڈیو سے وہی ٹیپ بلا ترمیم نشر کرائے۔

(ج) اس اعلان میں اپنا نام، عہدہ، پتہ بھی بتادے۔اسی طرح اپنا اور اپنے چند معتمد اشخاص کے ٹیلی فون اور موبائل نمبرس بھی دو تین بار صاف صاف بیان کردے اور بتائے کہ یہ اعلان میرا ہی ہے جو پوری احتیاط کے ساتھ نشر ہو رہا ہے جو شخص مزید اطمینان کرنا چاہے وہ مذکورہ نمبروں پر دریافت کر کے تصدیق کرسکتا ہے۔

(د) اس پورے ٹیپ میں اعلان بلال کے علاوہ کوئی دوسرا مضمون ٹیپ نہ ہو۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

تنبیہ: ہندوستان میں ابھی کوئی قاضی القضاۃ مقرر نہیں اور ضلعی پیمانے کے قضاۃ ریڈیو سے اعلان کریں تو پورے ملک پر وہ اعلان نافذ نہ ہوگا، لیکن بے چینی ملک بھر میں پھیل جائے گی۔ علاوہ ازیں ایسے محتاط اور باوثوق طور پر اعلان کا موقع یہاں فراہم بھی نہیں اس لئے یہاں بھی ریڈیو سے اعلان بلال کی اجازت نہیں۔ جس ملک میں قاضی القضاۃ ہوں اور سب شرطیں مہیا ہوں یا ہندوستان میں جب یہ سب باتیں متحقق ہوجائیں تو عمل کی اجازت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاضی القضاۃ کا ایک شہر سے کیا ہوا اعلان پورے ملک میں نافذ ہوگا: لان البلاد فی حقه کالبلد الواحد فحکمه نافذ فی الجمیع ،فی الهندیة : وهو نظیر کتاب السائر الرعایا الخ .

عالمگیری میں ہے:

اذا قلد السلطان رجلا قضاء یوم یجوز ویتاقت واذا قیده بالمکان یجوز ویتقید بذلک المکان .

بدایة المجتهد میں ہے:

وروی المدنیون عن مالک :ان الرؤیة لا تلزم بالخبر عند غیر اهل البلد الذی وقعت فیه الرؤیة الاان یکون الامام یحمل الناس علی ذلک ،وبه قال ابن الماجشون من اصحاب مالک واجمعوا انه لایراعی ذلک فی البلدان النائیة کالاندلس ،والحجاز .(بدایة المجتهد ص،۲۸۸، ج،۱ ،کتاب الصیام مبحث الرکن الاول)

فتح الباری باب (۱۱) کتاب الصوم میں ہے:

قال ابن الماجشون لا یلزمهم بالشهادة الا لاهل البلد الذی ثبت فیه الشهادة الاان یثبت عند الامام الأعظم فیلزم الناس کلهم لان البلاد فی حقه کالبلد الواحد اذ حکمه نافذ فی الجمیع . (فتح الباری ،کتاب الصوم بباب ۱۱)۔

وقال رسول الله ﷺ : یابلال اذن فی الناس .(رواه مسلم فی صحیحه فی باب بدء الأذان)۔

ریڈیو سے قاضی القضاۃ کا اعلان پورے ملک میں نافذ نہ ہونے پر فتاویٰ عالمگیری کی درج ذیل عبارت سے تمسک کیا جاتا ہے اس لئے اس پر تھوڑی گفتگو مناسب ہے:

فتاویٰ عالمگیری جلد سوم میں ہے:

ذکر فی کتاب الاقضیة : ان کتب الخلیفة الی قضاته،اذا کان الکتاب فی الحکم بشهادة شاهدین شهدا عنده بمنزلة کتاب القاضی الی القاضی لا یقبل الا بالشرائط التی ذکرناها .

واما کتابه انه ولی فلانا او عزل فلانا فیقبل عنه بدون تلک الشرائط ویعمل به المکتوب الیه اذا وقع فی قلبه انه حق ویمضی علیه .

ترجمہ: خلیفہ نے اپنے قاضیوں کو خط لکھا (تو اس میں تفصیل ہے) اگر وہ خط اس کے پاس گواہی دینے والے دو گواہوں کی شہادت پر فیصلہ کے بارے میں بحولہ کتاب القاضی الی القاضی ہو تو وہ کتاب القاضی کی مذکورہ شرطوں کے بغیر نہیں قبول کیا جائے گا۔

اور اگر وہ خط عزل ونصب کے تعلق سے ہے فلاں کو والی بنایا، فلاں کو معزول کیا تو وہ بغیر شرائط مذکورہ کے مقبول ہوگا اگر مکتوب الیہ کا دل اس پر جمے کہ یہ خط خلیفہ ہی کا ہے تو اس پر عمل کرتے ہوئے اسے جاری کردے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج،۳، ص،۹۔۱۷۹۔۳۳۶ طبع جدید)۔

اس عبارت میں پہلی شرط "ان کتب الخلیفة" کی جزا محذوف ہے چاہئے تو وہ جزا "ففیه تفصیل" مانیں یا اس کے ہم معنی کچھ اور۔

اور دوسری شرط: "اذا کان الکتاب فی الحکم الخ" کی جزا "لا یقبل الا بالشرائط التی ذکرناها" ہے۔ یہ شرط دو قیدوں کے ساتھ مقید ہے: (۱) فی الحکم بشهادة شاهدین شهدا عنده. (۲) بمنزلة کتاب القاضی الی

القاضی. جب یہ شرطان دونوں ضروری قیود کے ساتھ پائی جائے گی تب اس پر "لا یقبل الا بالشرائط" کا حکم جاری ہوگا اور اگر کوئی بھی ایک قید مرتفع ہوئی تو شرط کا تحقق نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس پر "لا یقبل الا بالشرائط" کا حکم بھی جاری نہ ہوگا کہ "اذا فات الشرط فات المشروط" تسلیم شدہ ضابطہ ہے۔ اب اگر خلیفہ کا خط بمنزلہ کتاب القاضی نہ ہو کہ اس سے مقصود اثبات حکم ہو۔ بلکہ ثابت شدہ حکم کے اعلان کے لئے ہو تو وہاں کتاب القاضی کے شرائط کا لحاظ ضروری نہ ہوگا۔

فتاوی عالمگیری کی عبارت "فی الحکم بشہادۃ شاھدین" کا مفہوم ہے "دو گواہوں کی شہادت پر فیصلہ کے بارے میں" اس کو یہ لازم نہیں ہے کہ خلیفہ نے فیصلہ صادر کر دیا۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلیفہ نے "فیصلہ کے بارے میں" شہادت لی اور اس کی تنفیذ کے لئے اپنے خط کے ذریعہ نقل شہادت کیا اس طور پر یہ خط خلیفہ کے کئے ہوئے فیصلے سے متعلق نہ ہوا، فقہا اسے "کتاب حکمی" کہتے ہیں کہ مانع کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ خلیفہ نے اپنا فیصلہ لکھ کر بھیجا تو بھی وہ "بمنزلۃ کتاب القاضی الی القاضی" کی قید سے مقید ہے۔ مگر یہ کہاں ہے کہ اعلان کے لیے بھی بھیجا جس سے اعلان کا غیر معتبر ہونا ثابت ہو جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ سارے عالم اسلام کا فرمانروائے اعظم ہوتا تھا، اس کی خدمت میں کسی بھی ریاست کے کسی بھی ملک کا مقدمہ دائر ہو سکتا تھا، اب اگر اس نے کسی ملک یا ریاست کے مقدمہ کا فیصلہ کر کے تنفیذ کے لئے اپنے قاضی کو خط لکھا تو خصم کہہ سکتا تھا کہ یہ "کتاب الخلیفۃ" نہیں ہے۔ بلکہ مدعی نے جعل سازی کی ہے اور اس زمانے میں یہ آسانی نہ تھی کہ فوراً جانبین سے رابطہ قائم کر کے تحقیق پھر تصدیق حاصل کر لی جاتی، اس لئے خلیفہ اگر کسی شہر کے قاضی کے ذریعہ تنفیذ کرنا چاہتا تو اسے کتاب القاضی الی القاضی کے شرائط کی پابندی ضروری تھی تاکہ خصم کو مجال انکار نہ رہے اور خلیفہ کا فرمان رد ہونے سے محفوظ رہے۔

یہاں یہ امر بھی واضح رہے کہ خلیفہ پر قطعی یہ لازم نہیں ہے کہ دیگر بلاد میں اپنے فیصلہ کو نافذ کرنے کے لیے انہیں بلاد کے قاضیوں کو واسطہ بنائے، بلکہ اسے اس کا بھی اختیار ہے کہ اپنے کسی آدمی کو تنفیذ کے لیے وہاں بھیج دے۔ فتاوی عالمگیری کے جزئیہ میں: ان کتب الخلیفۃ الی قضاتہ۔ کا لفظ ہے جس سے عیاں ہے کہ اگر اپنے کسی شہر کے قاضی کو لکھا اور اس کا خط دو گواہوں کی شہادت پر فیصلہ سے متعلق بمنزلہ کتاب القاضی ہو تو شرائط کتاب القاضی کی رعایت کرے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی شہر کے آدمی پر اپنا حکم نافذ کرنے کے لیے وہ وہاں کے قاضی ہی کا پابند ہے، دونوں میں بڑا فرق ہے۔ ہم نے فتاوی ہندیہ کے جزئیہ کی تھوڑی وضاحت اس لیے کر دی کہ ممکن ہے کوئی اس جزئیہ کے لفظ بمنزلۃ کتاب القاضی الی القاضی کو اذا کان الکتاب کی جزا سمجھ کر کچھ اور استنباط کرے، حالاں کہ یہ اس جزئیہ کی شرط دوم کی قید دوم ہے۔ اس لیے یہاں خالی الذہن ہو کر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے تاکہ عجلت میں اس کی غیر واقعی تشریح و تفہیم نہ ہو جائے۔

جدید ذرائع ابلاغ سے ثبوت ہلال کے "اعلان" کو غیر معتبر ثابت کرنے کے لیے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس فتوے سے بھی استناد کیا جاتا ہے۔

"بعض لوگوں نے پہلی بھیت کے لیے چاہا تو انہیں جواب دیا گیا کہ جب تک دو شاہد عادل لے کر نہ جائیں، پرچہ کافی نہ ہوگا اور بلاد بعیدہ کو کیوں کر بھیجے جاتے" (فتاوی رضویہ ۴/۵۳۲)

یہ پرچہ عوام میں اعلان کے لیے تھا جو صرف بریلی شریف میں تقسیم ہوا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر کسی کو پرچہ کی صحت میں اشتباہ ہو تو وہ فوراً رجوع کر کے تحقیق کر سکتا ہے، اور اس طرح کی تحقیق بریلی شریف کے مضافات کے لوگ بھی کر سکتے تھے مگر پیلی بھیت جو وہاں سے کافی فاصلے پر واقع ہے وہاں کے لوگ کیوں کر تحقیق کر سکتے تھے۔ کوئی جعل ساز اپنی مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ویسا پرچہ تیار کر کے تقسیم کرا سکتا ہے، اس لیے اس طرح کے پرچوں کی تحقیق ضروری تھی جو اس وقت بہت دشوار تھی۔ اس لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے دو شاہد عادل کو لے کر جانے کی شرط لگائی۔

اس پر مولانا محمد حنیف خان رضوی مصباحی صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف نے یہ کہا کہ بریلی شریف کا اعلان "میرٹھ ی" تک اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز

کے زمانہ میں نافذ ہوتا تھا، اور آج بھی بریلی شریف کا اعلان وہاں تک مانا جاتا ہے'' بہیڑی'' کا فاصلہ بریلی شریف سے ۴۵ رکلومیٹر ہے پیلی بھیت کا پچاس کلومیٹر ہے، اس لیے اگر پچاس کلومیٹر تک اعلان کا پرچہ بھیجنے میں دوبارہ تفتیش دشوار تھی تو پینتالیس کلومیٹر کی دوری میں بھی اسی طرح کی دشواری ہے، مزید یہ انہوں نے فرمایا:

پیلی بھیت کے لیے پرچہ نہ دینے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسے اپنے حدود قضا میں شمار نہ کیا، دوسرا ضلع ہونے کی وجہ سے، وہاں کے قاضی کے لیے دو شاہدوں کے ساتھ کتاب القاضی لے جانے کی ضرورت محسوس کی۔

اس پر مولانا صدر الوریٰ مصباحی نے یہ اعتراض کیا کہ اگر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنا دائرۂ قضا صرف ایک ضلع بریلی شریف تک محدود سمجھا تو صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو پورے غیر منقسم ہندوستان کا قاضی کیسے مقرر کیا؟

اس کے جواب میں حضرت مولانا محمد احمد مصباحی صاحب صدر المدرسین دار العلوم اشرفیہ مبارک پور نے یہ کہا کہ پیلی بھیت پرچہ بھیجنے سے انکار اور بریلی شریف میں پرچہ تقسیم کروانے کا واقعہ عید ۱۳۳۳ھ کا ہے، اس پرچہ سے متعلق بلند شہر سے ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ میں سوال آیا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب کہ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ والرضوان بقید حیات تھے، وہ اعلیٰ حضرت کے معاصر، اعلیٰ حضرت سے عمر میں بہت زائد اور پورے پیلی بھیت کے اعلم علما بلا اختلاف تھے، اس لیے پیلی بھیت کو ان کے دائرۂ قضا میں ماننا اور اپنے دائرۂ قضا سے خارج جاننا عین مطابق واقعہ ہے۔

اس زمانہ میں بدایوں، رام پور وغیرہ میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بہت سے معاصر و مخالف سنی علما موجود تھے جن کے حدود میں ان ہی کا حکم چلتا تھا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ ان حدود سے تعرض نہ کرتے تھے، بلکہ بعض معاملات میں مسلم ریاست رام پور کے قاضی و حاکم کی جانب رجوع کی ہدایت بھی '' فتاویٰ رضویہ'' میں مذکور ہے، اس لیے یہ ماننا قطعاً مطابق واقعہ نہیں کہ اس وقت سرکار امام احمد رضا قدس سرہ اپنے کو ملک کا قاضی القضاۃ مانتے تھے اور اپنا حکم قضا پورے ملک کے لیے واجب العمل جانتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ۱۳۳۹ھ میں جب ان سے عرض کیا گیا کہ برٹش حکومت اب زوال پذیر ہے، مسلمان اپنے معاملات کا تصفیہ کیسے کرائیں گے؟ تو اس مسئلہ پر دو تین دن غور کیا، پھر ایک دن کمرے میں فرش بچھوایا، تخت لگوایا، صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو تخت پر بٹھایا، اور لوگوں کی موجودگی میں یہ اعلان فرمایا کہ اللہ رب العزت کی جانب مجھے جو حق ملا ہے اس کے باعث میں مولانا امجد علی صاحب کو پورے ملک کا قاضی بناتا ہوں، اور مولانا مصطفیٰ رضا و مولانا برہان الحق کو ان کا نائب و معاون مقرر کرتا ہوں (یہ بیان حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کے مضمون شائع شدہ مفتی اعظم نمبر استقامت کان پور میں موجود ہے)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر سال حیات میں جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے مذکورہ گزارش کی گئی تو اس وقت دو تین دن غور و خوض کے بعد اپنی قرار واقعی حیثیت کے مطابق عمل شروع کرتے ہوئے اپنے تلمیذ و مرید افقہ علمائے موجودین صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو قاضی بنایا۔ یہ واقعہ بہت بعد کا ہے۔ چھ سال قبل جو معاملہ ہوا اس کی وجہ وہی ہے کہ اپنا دائرۂ عمل بریلی تک محدود رکھا اور محدث سورتی علیہ الرحمہ کے دائرۂ عمل کے لیے کتاب القاضی الی القاضی ضروری قرار دیا، دوسری جانب سے تحقیق و تفتیش کی دشواری اور احتیاط پسندی کی توجیہ بھی معقول ہے۔

آج قاضی القضاۃ کا اعلان ریڈیو سے نشر ہونے کے ساتھ ساتھ فوراً پورے ملک میں پھیل کر نافذ ہوسکتا ہے اور دوسرے کسی بھی مقام سے فون، موبائل وغیرہ کے ذریعہ صحت اعلان کی جانچ بآسانی ہوسکتی ہے، ان حالات میں محتاط اور باوثوق ذرائع اختیار کرنے کے باوجود اعلان مذکور کو پورے ملک میں ناقابل عمل قرار دینے کے لیے کوئی قوی اور صریح دلیل پیش کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم احکم۔

آگاہی

اس سیمینار میں پہلے تمام سیمینار سے زیادہ علمائے کرام شریک ہوئے اور انہوں نے ان تمام فیصلوں کی توثیق فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیصلہ فقہی سیمینار بعنوان

جدید ذرائع ابلاغ موبائل اور ٹیلی فون سے ثبوت ہلال

آج مورخہ ۲۱ رشعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۴ رجولائی ۲۰۱۱ء بروز اتوار بوقت بعد نماز مغرب بمقام جامعہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ زیر انتظام مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ مغربی بنگال ۔ زیر صدارت جانشین حضور اشرف الاولیا حضرت علامہ سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ مدرسہ بذا، بنگال، بلحقہ بہار و جھارکھنڈ کے علمائے کرام ومفتیان عظام کی ایک فقہی نشست ہوئی ۔ جس میں جدید ذرائع ابلاغ (موبائل وٹیلی فون) سے چاند کے ثبوت شرعی ہونے یا نہ ہونے پر اظہار خیال کیا گیا ۔ بحث وتمحیص کے بعد متفقہ طور پر فیصلہ لیا گیا؛ کہ موبائل وٹیلی فون کی خبروں سے استفاضۂ شرعی کا تحقق ہوسکتا ہے ۔ جس کی صورتیں یہ ہیں:

(۱) (الف) جس جگہ لوگ سنی صحیح العقیدہ متدین عالم دین کے فیصلے پر ہی روزہ وعید کرتے ہیں وہاں سے کم از کم نو (۹) معلوم افراد معلوم نمبر والے ٹیلی فون وموبائل کے ذریعہ خبر دیں کہ یہاں سنی حضرات نے بربنائے رویت روزہ رکھا یا عید کر رہے ہیں ۔ یا ۔ (ب) یہ خبر دیں کہ فلاں سنی صحیح العقیدہ متدین عالم دین نے ثبوت ہلال کا فیصلہ کر دیا ہے ۔ یا ۔ (ج) یہ خبر دیں کہ ہمارے سامنے سنی صحیح العقیدہ نو (۹) افراد اپنی اپنی آنکھوں سے چاند دیکھنا بیان کرتے ہیں ۔ یا ۔ (د) خبر دیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے ۔ بلکہ احتیاطاً وہ عالم دین، قاضی شرع اپنی طرف سے بھی ان نمبروں پر فون کر کے مزید اطمینان کر لیں کہ انہیں لوگوں نے ٹیلی فون اور موبائل پر خبر دی ہے جس سے چاند ہو جانے کا ظن غالب ملحق بالیقین ہو جائے تو استفاضۂ شرعی کا تحقق ہو جائے گا ۔ بہتر یہ ہوگا کہ دوسرے معلوم نمبروں پر بھی فون کر کے انشراح حاصل کر لیا جائے ۔

(۲) استفاضۂ خبر کا فیصلہ شرعاً صرف اسی عالم دین کا معتبر ہوگا جو فقہ کا سب سے زیادہ جانکار ہو، افواہ اور استفاضہ میں فرق کر سکتا ہو ۔ دوسرے علما بھی اسکا فیصلہ کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے نہ ان کے فیصلے اور اعلان پر روزہ وعید جائز ہوگا ۔

(۳) جس عالم دین کو شرعاً فیصلے کا اختیار ہے اس کا فیصلہ روزہ وعید اس کی پوری حدود قضا میں معتبر ہوگا ۔

فیصلہ پر دستخط کرنے والے علما ومفتیان کرام کے اسمائے گرامی

(۱) حضرت علامہ سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی جانشین حضور اشرف الاولیا کچھوچھہ شریف (۲) حضرت علامہ مفتی عبید الرحمٰن رشیدی سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جون پور (۳) مفتی مطیع الرحمٰن رضوی مضطر، پورنیہ (۴) مفتی آل مصطفیٰ مصباحی، کٹیہار (۵) مفتی عبد القدوس اشرفی مصباحی، سہرسہ (۶) مولانا ممتاز عالم مصباحی، سہرسہ (۷) مولانا آفاق احمد، سہرسہ (۸) مفتی ذو الفقار علی رضوی، راسا کھوا، اتر دیناجپور (۹) مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی، اسلام پور، اتر دیناجپور (۱۰) مفتی محبوب عالم رضوی مصباحی، راسا کھوا (۱۱) مفتی محفل اشرف برکاتی، سونا پور (۱۲) مولانا خواجہ ساجد عالم وحیدی، کٹیہار (۱۳) مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی (۱۴) مفتی نسیم رضا قادری، چانچل مالدہ (۱۵) مفتی نوشاد عالم رضوی اعظم نگر، کٹیہار (۱۶) مفتی محمد لقمان اشرفی، کلیاچک مالدہ (۱۷) مفتی اسد اللہ کلیم، اتر دیناج پور (۱۸) مولانا مرغوب عالم اشرفی حامدی، رام گنج اتر دیناج پور (۱۹) مفتی ضیاء الحق جامعی، راج محل (۲۰) مولانا راحت حسین مصباحی، کٹیہار (۲۱) مولانا محبوب عالم، اعظم نگر کٹیہار (۲۲) مولانا ربیع الاسلام مصباحی، کلیاچک مالدہ (۲۳) مولانا خورشید جمال اشرفی، کٹیہار (۲۴) مولانا محمد تنتظل حسین خان، مرشد آباد (۲۵) مولانا ابو صالح قادری، سہرسہ (۲۶) مولانا محمود عالم، کٹیہار (۲۷) مولانا زبیر حسین، مرشد آباد (۲۸) مولانا بشیر حسین نوری، کمل پور کٹیہار (۲۹) مولانا شمس الدین، چانچل مالدہ (۳۰) مولانا عبد القیوم اشرفی (۳۱) مولانا محمد مشتاق حسین ۔

ان علما اور مفتیان کرام کے علاوہ ۶ (چھ) رحضرات نے اور دستخط کئے ہیں جن کے دستخط پڑھنے میں نہیں آئے کچھ ایسے بھی حضرات شریک سیمینار تھے جو عجلت کی وجہ سے فیصلے پر دستخط نہ کر سکے؛ لیکن انہوں نے زبانی طور پر اپنا اتفاق ظاہر فرما دیا تھا ۔

جاری کنندہ: جامعہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ،

زیر انتظام: مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف قطب شہر، مالدہ مغربی بنگال

تصدیقات مفتیان عظام شہر احمد آباد

☆حضرت مفتی محمد معین الدین رضوی شیخ الحدیث جامعہ معین العلوم سرکار کلاں احمد آباد گجرات

''جدید ذرائع ابلاغ سے ثبوت ہلال کے تعلق سے علمائے اہل سنت بالخصوص شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، مفتی عبید الرحمن رشیدی، مفتی محمد مطیع الرحمن مضطر رضوی، مفتی محمد نظام الدین رضوی اور مفتی آل مصطفیٰ مصباحی دام ظلہم العالی کی تحریروں کا مجموعہ فردوس نظر ہوا۔ فقیر راقم السطور کا وہی موقف ہے جو پیش نظر مجموعہ میں علمائے اہل سنت کا موقف ہے۔ فقیر اس موقف کی تائید و تصدیق کرتا ہے،،۔ فقط

محمد معین الدین رضوی

شیخ الحدیث جامعہ معین العلوم سرکار کلاں نارول احمد آباد گجرات

۱۸ نومبر ۲۰۱۳ء

☆☆☆

☆حضرت مفتی محمد اصغر علی اشرفی مدظلہ العالی مفتی و صدر المدرسین دار العلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات

''پیش نظر مجموعہ بنام ''استفاضہ سے ثبوت ہلال،، میں رویت ہلال سے متعلق علمائے ذوی الاحترام و مفتیان عظام نے جو موقف اختیار کیا ہے فقیر اس کی تصدیق و تائید کرتا ہے،،

محمد اصغر علی اشرفی

صدر المدرسین دار العلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات

۱۰ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ/ ۳ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز بدھ

☆☆☆

☆حضرت مفتی محمد افتخار احمد رضوی مصباحی مدظلہ العالی استاذ و مفتی دار العلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

استفاضہ شرعی کا تحقق جدید ذرائع مثلاً فون یا موبائل وغیرہ سے ہوسکتا ہے شرط یہ ہے کہ مخبرین معلوم و معتمد ہوں، وہ اہل سنت و جماعت سے ہوں، اور اتنی تعداد میں ہوں کہ ان کی خبروں پر اطمینان حاصل ہو جائے، بلکہ اپنی طرف سے بھی فون کر کے مزید اطمینان حاصل کرلیں۔

موبائل کی خبروں کو دو باتوں کی وجہ سے غیر معتبر قرار دیا جاتا ہے۔ پہلی بات یہ کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے ٹیلی گرام یعنی تار کی خبر سے استفاضہ شرعی کا تحقق تسلیم نہیں کیا ہے، تو ٹیلی فون اور موبائل سے اس کا تحقق کیسے ہوسکتا ہے؟

دوسری بات یہ کہ استفاضہ شرعی کی تعریف میں بعض فقہا نے جماعت مخبرین کے آ کر خبر دینے کی قید لگائی ہے، اور موبائل ٹیلی فون کے ذریعے جو خبریں موصول ہوتی ہیں ان میں جماعت مخبرین کے آ کر خبر دینے کی قید مفقود ہوتی ہے تو موبائل کی خبروں سے استفاضہ شرعی کیسے حاصل ہوسکتی ہے ؟

تو موجودہ علمائے کرام (اطال اللہ عمرھم) نے یہ وضاحت فرمائی کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے تار کی خبروں کو مجہول عن مجہول عن مجہول، نامقبول از نامقبول کے وسائط اور ان کے تغیرات کی بنیاد پر استفاضہ شرعی اور تواتر کے فقدان کی وجہ سے غیر معتبر مانا تھا کیونکہ تار کی خبریں فساق، مجہول بلکہ بعض کفار کی کثیر وساطت اور مترجمین کے تغیرات کے ساتھ موصول ہوتی تھیں ۔لیکن موبائل ٹیلی فون کا حال تار سے بہت مختلف ہے اس میں فساق، کفار کے وسائط نہیں ہوتے مخبرین کی خبریں براہ راست موصول ہوتی ہیں اور مخبرین کے معلوم ہونے کی صورت میں کوئی جہالت بھی نہیں ہوتی اس لیے موبائل کی خبریں استفاضہ شرعی اور تواتر

کی حد تک پہنچ سکتی ہیں اگر پہنچ جائیں تو شرعاً ان کا اعتبار کیا جائے گا۔

دوسرا انکشاف یہ فرمایا کہ جس طرح آیت کریمہ ﴿ لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ﴾ سود، دونا دون نہ کھاؤ، میں" ﴿اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ﴾ کی قید واقعی ہے یعنی آیت کریمہ کے نزول کے وقت عربوں میں" اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً " کی صورت میں سود کھانے کی عادت واقع تھی، اس لیے اسی صورت کو بیان فرمایا۔ آیت کریمہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اگر سود میں ﴿اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ کی صورت نہ ہو تو سود کی ممانعت ختم ہو جائے گی۔۔ اسی طرح استفاضۂ شرعی کی تعریف میں علامہ رحمتی یا علامہ شامی وغیرہ نے جماعت مخبرین کے آنے کی جو قید لگائی ہے وہ قید واقعی ہے یعنی ان کے زمانہ میں تحقق وقوع خبر کی یہی صورت تھی اس لیے انہوں نے صرف اسی کو بیان فرمایا۔ یہ قید احترازی یا لازمی نہیں کہ اس کے بغیر وقوع خبر کا تحقق نہ ہو اور اس کی وجہ سے تحقیق کے دوسرے طریقوں کی نفی کر دی جائے۔ ورنہ شمس الائمہ حلوانی وقوع تحقق خبر کو مطلق اور اس لازمی اور سب سے اہم قید کو متروک نہیں فرماتے، حالانکہ انہوں نے فرمایا ہے "ان الخبر اذا استفاض وتحقق "

اور نہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ استفاضۂ شرعی کی تعریف کو مخبرین کے گروہ در گروہ آکر خبر دینے کی لازمی قید سے آزاد فرماتے اور نہ علامہ ابن ہمام اس کو اختیار فرماتے جبکہ شلبی علی التبیین میں ہے:

"والحق ما روی عن محمد وابی یوسف رحمہما اللہ ایضاً ان العبرة لتواتر الخبر و مجیئہ من کل جانب فتح " (شلبی ۱/ ۳۲۱)

اور فتاوی رضویہ میں بحر الرائق کے حوالے سے ہے:

" و فی البحر عن الفتح ،والحق ان العبرة لمجیء الخبر و تواترہ من کل جانب۔" (فتاوی رضویہ ۳/ ۵۳۷)

اس بات پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ خبر مستفیض از قبیل خبر ہے نہ کہ از قبیل شہادت۔ یعنی عنہ کی حکایت کا نام خبر ہے اور خبر کی ماہیت میں مخبرین کا بنفس نفیس آکر خبر دینا شامل نہیں۔ اس وضاحت کی روشنی میں استفاضۂ شرعی کی تعریف وتوضیح یہ ہوگی۔ استفاضۂ شرعی: وہ پھیلی ہوئی مشہور خبر ہے جو باتحقیق ہو افواہی نہ ہو۔ استفاضۂ شرعی کے لیے متعدد

مخبرین کی خبروں کا آکر مشہور و متحقق ہونا ضروری ہے مخبرین کا خود آکر خبر دینا کوئی ضروری نہیں۔

گجرات چاند کمیٹی موبائل وغیرہ سے استفاضۂ شرعی کے تحقق کے تعلق سے علمائے کرام کے مقالات کا مجموعہ بنام " جدید ذرائع سے رویت ہلال کا ثبوت" شائع کرنے جا رہی ہے، جس کے لیے وہ بجا طور پر تبریک وتحسین کا مستحق ہے۔

ہمیں امید ہے کہ علمائے کرام کی تحریروں کا یہ مجموعہ اتفاق واتحاد کے لیے مشعل راہ اور ثبوت رویت ہلال کے لیے ایک علمی اور تحقیقی سرمایہ ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ عز وجل

اللہ تبارک وتعالی ہمیں فہم فقہ اور عمل بالفقہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

آرزومند خاتمہ بالخیر

محمد افتخار احمد رضوی مصباحی پورنوی

خادم تدریس وافتاء دار العلوم شاہ عالم جمال پور روڈ، احمد آباد، گجرات

۱۱ر صفر المظفر ر ۱۴۳۶ھ/۴ر دسمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعرات

☆☆☆

☆حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن نعیمی اشرفی مد ظلہ العالی مدنی دار الافتا احمد آباد گجرات

"کتاب ثبوت ہلال نظر نواز ہوئی، بعد مطالعہ یہ انکشاف ہوا کہ ثبوت ہلال کے لیے خبر مستفیض کا مسلمہ مسئلہ کتب فقہ میں برسوں سے مرقوم ومنقوش ہے کسی کی نظر اس طرف نہیں گئی لیکن عصری علما، محققین ومدققین نے اپنے بالغ نظر وفکر سے موجودہ جدید ذرائع ابلاغ ٹیلی فون اور موبائل پر مخصوص ومعتبر اشخاص کی خبروں کو (جو افواہ، محض شہرت غیر معتبر نہ ہوں) خبر مستفیض میں منطبق کر کے تحقیق عظیم کا کارنامہ انجام دیا اور دلائل وتحقیقات کی روشنی میں امت مسلمہ کے اضطراب وانتشار کو رفع کر کے احسان عظیم فرمایا حضرت علامہ مفتی شبیر صاحب قبلہ اس اہم مسئلہ کو شائع فرما کر مسلمانوں کے اضطراب کو دور کرنے کی سعی فرما رہے ہیں۔ مولی تعالی موصوف کو جزائے جزیل سے نوازے۔

ثبوت ہلال میں علمائے محققین کی تحقیق کے سامنے بندہ حقیر کا وہی موقف ان حضرات گرامی کے ساتھ ہے۔

ھٰذا فتوٰی علماءِ الافضل والا علٰی ماکان لنا الا اتباع

العبد الحقیر محمد مطیع الرحمٰن نعیمی اشرفی

خادم مفتی دار الافتاء احمدآباد

مؤرخہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۹ نومبر ۲۰۱۳ء

☆☆☆

☆ حضرت مولانا عبد السلام مشاہد حشمتی رضوی مدظلہ العالی صدر المدرسین جامعۃ المدینہ احمدآباد

"بارہا ایسا ہوا ہے کہ ممبئی یا کسی دوسرے شہر میں اگر کسی حادثہ کی خبر ملتی ہے تو ہم فوراً وہاں موجود رشتہ دار یا دوست واحباب سے رابطہ کر کے اس حادثہ کی تصدیق کرتے ہیں اور فون یا موبائل پر ملنے والے جواب کو صحیح مان کر اس حادثہ یا واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں۔

کتاب ھٰذا (ثبوت ہلال) میں یہ صاف ظاہر ہے کہ بادشاہ کی تحریر یا اس کی مہر والا خط، توپ کی آواز، مینارہ کی روشنی، منادی کا اعلان، ان تمام چیزوں کو ہمارے فقہائے کرام نے خبر میں معتبر ومعتمد مانا ہے حالانکہ توپ کی آواز یا میناروں کی روشنی سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ یہ چاند دیکھنے والے کی آواز ہے یا بادشاہ کی آواز ہے مگر یہ مذکورہ چیزیں خبر میں معتبر ہیں۔

کیا ہی بہتر ہو کہ کچھ شرائط وقیود کے ساتھ ٹیلی فون، موبائل، یا اسکائپ پر ملنے والی خبر کو بھی سنی علمائے کرام صحیح ومعتبر مان کر چاند کا اعلان فرمادیں تا کہ بیک وقت تمام سنی مسلمان اسلامی تہوار وغیرہ ایک ساتھ منا کر اپنی خوشیاں دوبالا کر سکیں۔ "ثبوت ہلال کے دلائل پر عمل کرنے سے چاند کا فتنہ وجھگڑا ہمیشہ کے لئے حل ہو سکتا ہے"

عبدالسلام مشاہدی حشمتی رضوی

مہر: جامعۃ المدینہ